

شمس الاسلام

دسمبر ۱۹۳۴ء
جامع مسجد بھیرہ کا اندرونی منظر



تالیف حضرت میرزا غلام احمد رضا بکوی امیر حزب الانصار بھیرہ
ریاست پنجاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِبَازِ اَعْلَى حَقِّهِ وَبِالْحَقِّ الْمَعْلُومِ
 مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ
 بِبَازِ اَعْلَى حَقِّهِ وَبِالْحَقِّ الْمَعْلُومِ
 مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ

حزب الانصار بھیر پنجاب

(انہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

اغراض و مقاصد
 ۱، اندرونی و بیرونی جسموں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔
 ۲، اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ ۳، احیاء اشاعت علوم و دینیہ
 ۱، مانتہا شمس الاسلام کا اجراء ۲، دارالعلوم غازیہ جہان مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں نصاب تحصیل نصاب کمال
 طریقہ کار دارالمبلغین کے کالج تعلیم قرآن کے ذریعے اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے۔
 ۳، مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے ۴، سالانہ عظیم الشان کانفرنس ۵، بھیرہ حزب الانصار
 کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ ۶، تعلیم خانہ ۷، کتب خانہ ۸، جامع مسجد بھیرہ کا خدمت و تعمیر

جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱، جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ سرپرست تصور ہوں گے ایسے اصحاب کے نام
 جریدہ شمس الاسلام میں ہمیشہ شائع ہوا کریں گے ایسے حضرات کی سفارش پر سچا پس امان صاحبہ غریبا یا طلباء کے نام جریدہ یا
 مواضع جاری کیا جائیگا۔ پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ معاونین میں شمار نہ کریں گے۔
 اصحاب کی سفارش پر میں امان صاحبہ غریبا یا مخلص طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا۔ معاونین کے اسماء بھی تحریر کے ساتھ
 جریدہ میں درج کئے جائیں گے۔

۲، ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکھتے کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
 ۳، عام سالانہ چندہ (غیر مقرر ہے) نمونہ کا پچھو مفت بھیجا جاتا ہے۔
 ۴، رسائل ہر آگستری ماہ کی یکم کو بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں جس صاحب کو مہینہ
 کی ۲۰ تاریخ تک رسالہ نہ ملے اُن کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت
 میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ عمدہ خط و کتابت و توسیل درمیان
 میجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہنامہ

شمارہ اول

بھیرہ
(پنجاب)

آٹھن
محمد حجت اللہ آرشد علامہ،
افتخار احمد بگوی

چند سالانہ عرصہ

جلد ۱ باب دسویں مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۵ نمبر ۱۲

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲	مولوی حجت اللہ صاحب	۱ معارف قرآن
۵	"	۲ باب الحدیث
۸	حاجی افتخار احمد صاحب بگوی	۳ مجاہدہ
۱۰	غواص	۴ شبہ منظلوم
۱۵	جناب مرتضیٰ حسن صاحب	۵ سیدنا حسین
۱۶	(مدیر)	۶ ذہب
۲۲	خان زادہ غلام احمد خان صاحب	۷ نگاش و کتب علی کی گیارہویں ملاقات
۳۵	پیرزادہ مولانا محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی قمری	۸ خاکساری فتنہ
۴۱	(مدیر)	۹ سرفراز کی بدحواسی
۴۳	"	۱۰ لوگوں کو قادیانی کیسے بنایا جاتا ہے
۴۴	"	۱۱ سفر جہاز میں حجاج کی تکالیف
۴۷	فیجر	۱۲ ضروری گذارش

باب التفسیر

أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَوَعْدٌ بِرَقٍّ يُجَلُّونَ
أَصَابِعُهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذِرَ الْمَوْتِ. وَاللَّهُ
مُخِيطٌ بِالْكَافِرِينَ. يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ
مَنْوَاهُ فِيهِ. وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ
بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ. إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ *

منافقین کی ایک اور مثال :- یا جیسے آسمان سے بارش برس رہی ہو جس میں اندھیرا
اور رطوبت اور بجلی بھی ہو۔ (اور وہ) اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں۔ اور خدا کا فوٹ کو گھیر
ہوئے ہے بجلی اُن کی بنیائی کو اُچکے لیتی ہے۔ جب اُن کو روشنی معلوم ہوتی ہے۔ تو اُس میں چلنے
لگتے ہیں۔ اور جب اُن پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ تو ٹھہر جاتے ہیں۔ اور اگر خدا چاہے تو اُن کی شنوائی
اور بینائی کو کھو دے۔ بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

یہ منافقین کی تیرہ نخبی کی ایک اور تمثیل ملتی ہے۔ ایک انسان اندھیری شب کی تاریکیوں میں
کسی میدان میں مشرف سفر ہو۔ ادھر سے گھنگور گھٹائیں اُٹھیں۔ بادلوں کے پہاڑ فضا کے آسمانی
میں اُڑتے ہوئے نظر آئیں۔ ادھر سے لگیں۔ بادلوں کی وجہ سے تاریکی زمین پر چھا جائے اور
روشنی کا سامان پاس نہ ہو۔ سورج مطلع غروب میں مستور ہوا۔ اور رات نے اپنی چادر سیاہ
فضائے عالم پر تان دی۔ ادھر صحاب کی ظلمت بادلوں کی تاریکی اپنی پوری طاقت کے ساتھ
فضائے آسمانی پر چھا گئی۔ ستاروں کی چشمک بھی منقطع ہو گئی۔ کو اکب کی سیٹی ٹھٹھی نوپاش
سیاہ پردہ سجلی بھی بادلوں کے سیاہ پردوں میں غائب ہو گئی۔ یہ ہے روشنی کے امکانات بھی
محدوم ہو گئے۔ مزید برآں موسلا دھار بارش کی لاتعداد بوندیں بصارت میں پوری طرح حائل ہو گئیں۔
ایک طرف فضا کا رنگ یہ تھا کہ وہاں آنکھ کی بنیائی بصر کی بصارت کام نہیں دیتی ہے۔ دوسری
طرف بارش کا تسلسل و تواتر اور پیہم برسنا دیوار بن کر سامنے آ گیا۔ پس صحاب۔ مطر۔ رات۔ بادل
اور بارش کی ہر تاریکیوں نے بنیائی کا سب سامان ختم کر دیا۔ جب روشنی اور بینائی کے امکانات

ختم ہوئے تو ہر دو رہ نوروی سے مرکب گیا۔ رکنما ہی تھا۔ کہ رعد نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ فضائے سماوی پر گرج دی۔ وہ ایک ایسی گرج تھی۔ کہ زمین و آسمان تھر تھرا گئے۔ اور ہر پار سفر نے گرج کی شدت اور خوفناک منظر سے اپنے کانوں میں انگلیوں کو ٹھونس دیا۔ تاکہ سامعہ اس مہیب دہشتناک وحشت آمیز آواز سے محفوظ رہ سکے۔ اور وہ آواز ایسی شدید تھی۔ کہ حیات و موت کا سوال پیدا ہو گیا۔ منزل مقصود پر پہنچا تو رکنما وسطیٰ راہ میں قیام بھی موت کا پیش خیمہ ثابت ہونے لگا۔ ٹھیک اسی کیفیت میں نظروں کو اچکنے والی بجلی کی شاع نے آنکھوں کو چکا چور کیا۔ خدا چکی تو قدم آگے کو بڑھاے۔ یہ وقت ایک لمحہ سے زیادہ نہیں تھا لمحہ کا گذرنا تھا۔ کہ آنکھیں اور بھی چندھیا گئیں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ اضطراب و بیچینی کے ساتھ مرکب گئے۔ اب اس دشوار گزار راستے کا رہنما اپنی تیرہ تہتی کو روتا ہوا مبہوت اطفال مجبوط الحواس کھڑا ہوا ہے۔

ٹھیک یہی مثال ان مسلوب العقل بخت برگشتہ منافقین کی ہے۔ قرآن مقدس نے ارض قلوب کو زندہ کرنے کے لئے سارف و حقائق کی بے پناہ بارش برائی۔ شرک و کفر، منادیت و منکرات کے ذکر نے ایک تاریک فضا کر دی۔ خدائی جلال اور آسمانی بادشاہت کے باغیوں پر فہر و غضب کے اعلان نے رعد کی گرج کا سماں پیدا کیا۔ بنیائی تاریک فضا کی اندر ہوئی۔ اور شنائی رعد کی گرج کے ذریعہ سدود ہو گئی۔ جب ذرا ہوش میں آئے۔ اور قرآنی نور چمکا۔ تو دو لحاظ سے لئے اپنی بیزینا کوش اور خبیث رویہ پر غور کرنے لگے بجلی کی چمک چلی گئی۔ تو پھر وہی طرز عمل وہی طریق کار جو اپنی سیمہ عملی میں اپنے پہلے اختیار سے بھی بددھما بڑھا ہوا تھا۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْحِهِمُ وَالْبَصَارِ هِمًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيٌّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ان کو خبستوں کو بتلایا۔ کہ قرآنی سارف اور نبوی حقائق سے آنکھیں بند کرنا اور خدائی جلال کی گرج سے سائوں میں انگلیں ٹھونسنا حماقت ہے۔ اگر خدا چاہے تو ساری شنائی اور شنائی کی قوتیں فنا کے گھاٹ اتار دے۔ اور کارخانہ عالم کا ہر موجود شہد عدل ہے کہ کئی قومیں صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئیں ایسی ہی خیمت و شوکت والی اقوام عالم بھی اس خدا کی زمین پر حکومت کر چکی ہیں جن کے سہی نام آج دُنیا میں لئے جلتے ہیں اور بس۔ اور بہت سی قومیں ایسی بھی ہو گئی جنکی ذات کو معدوم کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے اسماء و صفات رفعا و درویش۔ حالات و معاملات بھی محو ہو گئے۔ اور جن کے نام یہ بھی وہ بھی صفحات تاریخ پر خونی الفاظ کے ساتھ یہ ذاتی قدرت و اختیار کا بابا تکبیر اعلان کر رہے ہیں۔ اقوام کی موت و حیات۔ دولت و اقتدار۔ فقر و دولت۔

لبنڈی و سستی ہمارے سامنے ہے۔ اور وہ خدائی قدرت کا مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے؟
جب بحر جلال میں تہوج پیدا ہوا۔ تو نہ اقل راس ٹھاٹھ کو روک سکا۔ اور نہ مادی دنیا کی طاقت
پیتی۔ نہ آسمان نے جسم کیا۔ اور نہ زمین نے شفقت! آسمان نے پتھر رسائے۔ زمین نے پانی اچھالا
آسمان نے قہر جلال کی بارش کی۔ تو زمین نے اپنا سارا تختہ الٹ دیا۔ وہی آسمان جو ان کے ناز و نعم
کے سامان پیدا کرتا تھا مجسم قہر و غضب ہو گیا۔ وہی زمین جو اطاعت و انقیاد کا مجسم تھی جس پر وہ حکومت
کرتے تھے۔ اُسی نے قوموں کو اپنا مطیع بنایا۔ اور صفحہ ہستی سے حرف غلط کی مانند محو کر دیا۔ طبقات الارض
میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور چرخِ نادرہ کار نے اپنی رفتار و گردش میں تبدیلی پیدا کی۔

اطلاعات

تطیلات کے بعد ۵ شوال المکرم کو کھلیگا۔ طلباء کو ۱۰ اشوال سے
دارالعلوم عزیزہ بصرہ پہلے بصرہ پہنچ جانا چاہیے۔ دارالعلوم میں طلباء کا داخلہ ۵ شوال
سے شروع ہوگا اور اعلیٰ ۱۵ شوال تک داخلہ کھلا رہیگا۔ جو طلباء اس تاریخ کے بعد آئیں گے ان کو
حب گنجائش خاص حالات میں دخل کیا جاسکتا ہے۔ درنہ عام طور پر ۲۵ اشوال کے بعد داخلہ کی گنجائش نہ ہوگی
حضرت امیر حزب الانصار لاہور۔ محلی۔ اگرہ۔ کان پور لکھنؤ گیا۔ سہ ماہ سے ہوتے ہوئے کلکتہ پہنچ گئے
ہیں۔ اعتبار رمضان کے آخری عشرہ میں وہیں تشریف لادیں گے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی بگاؤں
اکا (پ) و اگرہ میں تبلیغی خدمات انجام دینے کے بعد کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ وہاں حضرت امیر حزب الانصار کی
رفاقت میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ انجام دیں گے۔ مولوی منیر شاہ صاحب و مولوی قاسم نور صاحب
علاقہ نہارہ کے اہل سنت کی تنظیم پر مامور کئے گئے ہیں۔ دارالافتاء برائے طلباء دارالعلوم عزیزہ
بصرہ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے کام کی رفتار بہت سست رہی ہے۔ دو مہینے
اور دو مہر دور ۲۴ اکتوبر سے کام کر رہے ہیں۔ بنیادیں استوار کی جا رہی ہیں۔ حزب الانصار کا سالانہ
جلسہ سال ۲۲۲۱-۲۳ ذوالحجہ مطابق ۵ مارچ ۲۵ بجائے بروز جمعہ و
سنتہ و اقارب جامع مسجد بصرہ میں منعقد ہوگا شمالی پنجاب کے مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع برجستہ سے بے نظیر
ہے شائقین یہ تاریخیں نوٹ کر لیں۔

حضرت مولانا خواجہ صاحب بگوی امیر حزب الانصار کلکتہ میں میاں عبدالرشید صاحب تاجر پٹی کے پاس
سہ ہنگ سٹریٹ میں مقیم ہیں۔ بنگال کلکتہ کے احباب ان حضرات ممدوح سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَدِيثِ

اسلامی زندگی کا محکمہ و گرم

اَيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ (بخاری مسلم)
خبردار ظن سے بچو کیونکہ ظن باتوں میں سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

انسان مدنی الطبع ہے۔ انسانی زندگی و معاشرت کے لئے باہمی تعاون و اشتراک عمل ناگزیر ہے یہ ایک ایسی وادی ہے جبکہ ظنون و ادھام کے پائے لنگ سے عبور نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بہت بڑے استقلال و ثابت قدمی اور باہمی اعتماد کی ضرورت ہے۔ اسلام نے ہر اس جذبہ کو کچل دینے کی سعی کی ہے۔ جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو پُر خطر بنائے۔ سلسلہ مواخاۃ کی ترویج اسی ظن کے بدترین نتائج میں سے ہے۔ متنافر و متباغض کی ابتداء انتہاء اتباع ظن و وہم سے ہے۔

بدظنی نے ہزاروں بھائیوں میں نفاق پیدا کیا۔ لاکھوں انسان اسی ابتدائی اصولی غلطی کی پاؤں میں قتل و غارت ہوئے۔ بے شمار خاندان بے خانمان ہو گئے۔ لاتعداد زندگیوں کا ستیا ناس ہو گیا۔ مسلمانوں کے اندر بے حدود لٹیں اور تباہیں پیدا ہو گئیں۔ تشدد، نفاق و انشقاق ایسا گرم تہا کہ صدیوں تک جھجے میں نہیں آتا۔

بدگمانی لازم بد باطنان افتادہ است

گوشتہ از خلق جا کر دم کیں پنداشتید

قرآن مقدس نے فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا أَكْثَرَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ** کہ اے ایمان والو۔ بدگمانی سے اجتناب و احتراز کرتے رہو۔ کس لئے کہ بعض ظنون گناہ ہیں۔

شریعت بیضاء کی روشنی میں یہ مسئلہ ابھی تک تشریح طلب رہ گیا۔ کہ بدظنی کے دفعات مصداق کیا گیا ہیں؟ اور وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں انسان امور ظنیہ کے اتباع سے مورد عقاب الہی محفّر ہے۔ اور وہ کون سے امور ہیں جن میں امور ظنیہ کی پیروی ادنیٰ باجی ہے؟ کیونکہ قرآن نے فرمایا: **بَعْضُ ظُنُونِ گناہ ہیں**۔ معلوم ہوا کہ ہر ظن گناہ نہیں۔ بلکہ ان میں کا ایک حصہ گناہ ہے

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کسی کے متعلق ظن کرنے سے پہلے اس کی ظاہری کیفیت کا ملاحظہ بہت ضروری ہے۔ جب تک اس کے ظاہری حالات و واقعات پر غور نہ کیا جائے۔ اس وقت تک صحیح نتیجہ تک پہنچنا بہت دشوار ہے۔ اگر اس شخص کی ظاہری حالت بدعالی سے متبرک ہے۔ اور اس کا دامن معصومیت کسی دنیاوی آلائش سے مٹ نہیں۔ تو اس کے عمل و فعل کو تقویٰ و دیانت پر موقوف سمجھنا چاہیے۔ اگر کسی شخص کے ظاہری حالات قابل اطمینان نہیں۔ تو اس کے متعلق ظاہری حالات کے پیش نظر کسی نظریہ قائم کرنے میں کچھ حذر نہیں۔ مثلاً اگر ایسا آدمی جس کی ساری عمر طاعت الہیہ اور تقرب رحمانیہ میں گزری کسی دن درمیکدہ سے گزرے۔ تو ہم اے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے متعلق ایک اچھی رائے قائم کرتے ہوئے یہ کہیں کہ یہ بزرگ تبلیغ حقہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں گے۔ لیکن اگر ایک فاسق و فاجر خمر پرست انسان مدھوش و مستی میں میکدہ کا درکھٹ کھٹائے۔ تو اس کی ذات سے کسی نیکی کی توقع رکھنا عقل و دانش کا دیوانہ کانا نہیں تو اور کیا ہے؟

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا اسْلَامَ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم)

جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

مسلمان کی جسمانی قوت اعلا و کلمۃ اللہ کے لئے استعمال ہونی چاہیے۔ جو شخص اپنے جسمانی قوت سے تخریب اسلام کا کام لینا چاہتا ہے۔ اس کو اسلام کا باغی کہا جائیگا۔ مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین اعلا و کلمۃ اللہ ہونا چاہیے۔ جو شخص کفار کا دست بازو بن کر مسلمانوں کی شوکت کو فنا کرنے میں مصروف ہو اسے مسلم نہیں کہا جاسکتا۔

تائیشہ دادم کہ ہیزم شکن گفتہ کہ دیوار مسجد بکن !
اسلئے تاجدار رسالت نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں میں گشت و خون قتل و غارت کا مرتکب ہوتا ہے وہ اسلام کی بنیادی طاقتوں کو ہلا رہا ہے۔ اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

مَنْ غَشَّائِ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم) جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں نہیں۔
امت مرحومہ کے ہر فرد کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ تمام افراد امت کے ساتھ مواساتہ و مہمدردی کرے۔ مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کوندے گا۔ نیکی سی کرے۔ اہل اسلام کیلئے حق و الوبح اسانیاں ہم پہنچائے۔ بھوکے کو کھانا دے۔ پیاسے کو پانی پلائے۔ ننگے کو کپڑا پہنائے۔ کسی بھولے بھٹکے اور برگشتہ راہ کی رہنمائی و رہبری کرے۔

اگر بیخیم کہ نابینا دچپاہ است !

وگر خاموش بنشینم گناہ است !

لیکن اس کے خلاف اگر کوئی صراطِ مستقیم کے رہ نور کو رہ پارسی سے باز رکھ کر اُسے غلط راستے پر چلنے اور پُر خط طریق میں بادِ یہ پیا ہونے کی تلقین کرے۔ تو وہ حقیقتہً ایک بد نیت و خائن ہے۔ اور اس کو اسلامی مفاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ اسلام و مسلمانان کا ہمدرد نہیں۔ وہ انسانِ نما گرگ ہے۔ جو اپنے بنی نوع کے ساتھ غداری و عیاری کو روا رکھتا ہے اور اُس کا جذبہٴ یہی و طلبِ انداز و ایلام کی آلائش سے ملوث ہے ۛ

تہذیبی کی خدمت

حَیَّتَا یَہُرتَا مُدَدَا

دوائے ورق مسیحی

دوائے دق مسیحی | وہ ہے جسے دقِ سیل وغیرہ پھپھرے کی بیماریاں لگ جائیں۔ ان کی ابتدا معمولی بخار اور کھانسی سے ہوتی ہے لیکن کچھ عرصہ غفلت کرنے کے بعد آدمی کو اجانک معلوم ہوتا ہے کہ وہ دقِ سیل میں مبتلا ہے جسکی چند نشانیں ہوتی ہیں۔ اور ہوشمند مریض وہ ہے جو پہلی منزل پر علاج شروع کرے سینکڑوں مریضوں پر اس کا تجربہ بہت کامیاب ثابت ہوا۔ بخار بڑھانا ہو جائے اور معمولی علاج سے رفع نہ ہو۔ تو یہ دوا بخار و دق سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ اور دقِ سیل اور بخار کے جراثیم کی مہلک ہے مضم کے قصور کی وجہ سے بعض اوقات غذا کے بعد خفیف سا بخار آجایا کرتا ہے۔ صحت کے لئے بہت خطرناک علامت ہے

دوائے دق مسیحی "انہتوں کے ورم کو رفع کرتی اور اس قسم کی حرارت کو بھی رفع کر کے انسان کو طبعی صحت عطا کرتی ہے۔ اور وہ حستی اور بشارت محسوس کرتا ہے۔ بارہ دن کی دوا ۲۴ خوراک قیمت چار روپے

دوائے دق مسیحی

طبعی سندھتی عطا کرتی ہے۔ اور وحشتی اور بشارت محسوس کرنا ہے۔ بارہ دن کی دوا ۲۴ حوال قیمت پندرہ روپے

۲۱) استیغیر فیض

قبض قبض بیماریوں کی ماں ہے۔ دماغی قبض سے آنسو کی وہ قوت جو مصلحاتِ جسم کو خارج کرتی ہے کمزور ہو جاتی ہے۔ اور زندگی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ آجکل کا

بہل از وقت بڑھا یا زیادہ تر کسی بیماری غفلت کر سکی وجہ یہ ہوتا ہے پھر نیم حکیموں قبض کسا دواؤں کے بعض اوقات

عونہ صرف قبض کو منع کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی بخار اور فساد خون کے اثرات کو زائل کرنا ہے اسکے اجزاء میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ

۱۲۔ ہر ایک قیمت ۱۲۔ یہ دونوں نسخے ہمارے مطبع خاص بننے ہیں۔ ہمارے دواخانہ کی خاص دوا

خادمِ حکمت، بے باغ، الدین منیجر، دو خانہ واحدی سرائے صالح انوار

حکمتِ موعظت

مجاہد

حدیث شریف میں آیا ہے: ۱۔ المجاہد من جاهد نفسه فی طاعة اللہ۔ جو شخص اللہ کی طاعت و فرمانبرداری میں اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ بھی مجاہد ہے حضرت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من زین ظاہرہا بالمجاہدۃ زین اللہ باطنہ بانوار المشاہدۃ۔ جو شخص اپنے ظاہر کو مجاہدہ سے زینت دیتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے باطن کو شاہدہ الہی کے انوار سے روشن فرماتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقت کی بناءً تین چیزوں پر ہے۔ جب تک فاقہ نہ ہو۔ کھانا نہ کھائے۔ جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو۔ نہ سوئے۔ اور بے ضرورت بات نہ کرے۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ صاحبین کے مراتب کسی کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ حب ذیل چھو نہ نازل طے نہ کرے۔

(۱) نعمت کا دروازہ مسدود اور شدت کا دروازہ مفتوح ہو۔ (۲) بجائے عزت کے ذلت نصیب ہو (۳) راحت کی جگہ تکلیف ہو (۴) سونے کا عوض جاگنا ہو (۵) تو بگسی کے بدلے فقر و محتاجی آجائے۔ (۶) تمام آرزوئیں فنا ہو جائیں اور موت کے لئے تیار ہو جائے۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ لوگ جو پہنتے ہیں اُن کے ساتھ رکھ دہی پہنو اور وہ لوگ جو کھاتے ہیں۔ ان کے ساتھ دہی کھاؤ۔ مگر اپنا معاملہ باطن اُن سے علیحدہ رکھو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۷

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست

درویش صفت باش و کلاہ تتری پوش

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ مجاہد کے لئے معصوب ذیل اوصاف ضروری ہیں۔ کبھی قسم نہ کھائے۔ کبھی جھوٹ نہ بولے۔ وعدہ خلافی نہ کرے۔ کسی پر لغت نہ کرے۔ کسی کے لئے بددعا نہ کرے۔ کسی کو کافر مشرک و منافق (بخیر کسی شرعی دلیل کے) نہ کہے۔ گناہوں سے بچے کسی کے گناہوں اور عیوب پر نظر نہ کرے۔ فقر اور صبری وہ نعمتیں ہیں جو مومن کے سوا کسی اور

میں جمع نہیں ہوتی ہیں۔ محبت رکھنے والے بلا میں ڈالے جاتے ہیں پس وہ صبر کرتے ہیں۔ اور جو نئی نئی مصیبتیں اُن پر پیش آتی ہیں اس پر وہ صبر کرتے رہتے ہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ہمیشہ ستویا چوری ہوئی روٹی پانی میں گھول کر پی لیا کرتے تھے۔ اس کا سبب آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ روٹی کو چبانے اور چوری ہوئی روٹی کو پانی میں ڈال کر پی لینے میں چکاس آیات کا فصل ہے۔ یعنی روٹی چبانے تک کی دیر میں چپس آتیں قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہیں۔ لہذا اتنا وقت ضائع ہونا بھی مناسب نہیں۔

حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ صالحین کی علامات یہ ہیں کہ شب بیداری کی وجہ سے رنگ زرد ہو۔ کثرت بکا و زاری کے باعث آنکھیں ماؤف۔ روزہ وفاقت کشی کی وجہ سے ہونٹ خشک۔ کثرت سجدہ کی وجہ سے چہرہ غبار آلود ہو۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس وہ گیا۔ رات کو وہ اٹھیں۔ گھر میں جس جگہ وہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ وہاں ایک محراب تھا۔ وہاں نماز کے لئے کھڑی ہوئیں۔ میں بھی ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ وہ ساری رات نماز ہی پڑھتی رہیں جب صبح کا وقت آیا۔ تو کہنے لگیں کہ جس مبارک ذات نے ہم کو ساری رات کھڑے رکھ عبادت کرنے کی طاقت بخشی۔ اُس کا شکر تہ کس طرح ادا کیا جائے۔ پھر خود ہی جواب دینے لگیں کہ اس کی جزا یہ ہے کہ آج دن کو روزہ رکھا جائے۔ حضرت ابن ابی ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز فجر قضا ہو گئی۔ تو آپ نے ایک غلام آزاد کر دیا۔ اسی طرح بزرگان دین نفس کی اتفاقی سستی کی سزا میں ایک ایک سال کے روزے رکھنے تھے یا پیادہ حج کرتے تھے۔ ان کے تمام اعمال کا مقصد واحد اپنے نفس کی اصلاح اور مجاہدہ تھا۔ اور ایسی راہ کی تلاش جس میں نفس کی نجات ہے۔

جن حسیہ ایران کے چندہ کی عیاد اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے براہ کرم اپنا زچہ بند ریہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی میں سہرا لڈ خرچ ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کے ساتھ حسیہ کی جلد ہفتم بحمد اللہ ختم ہو جائیگی۔ حمد فارشیں جلد ہفتم کے رسائل کو جلد کرالیں۔ جلد میں سے اگر رسائل گم ہو چکے ہوں۔ تو بغیریت ۲۲ فی پرچہ دفتر سے طلب کریں۔ بعد ازاں شاید رسائل نایاب ہو جائیں اور کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیں۔

منہج

تاریخ و عبر سہ ماہی مسطا

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی کی شہادت پر خدائی انتقام کا
خوفناک منظر ہر
(غواص کے قلم سے)

ذی الحجہ ۳۵ھ کی وہ آخری ساعتیں جن میں دنیائے اسلام کے لئے امیر المؤمنین حضرت عثمان کی شہادت کا المناک سانحہ پیش آیا۔ وہ اس درجہ جراحت پاش اور اذیت کوش ہے۔ کہ آج بھی بادِ ثوبیہ اس حادثہ کو گزرے ہوئے سوا تیرہ سو برس ہو چکے ہیں جب تاریخی صفحات کا تجسس کیا جاتا ہے اور یہ واقعات نظر آتے ہیں۔ تو دل و دماغ لرز اٹھتا ہے۔

ایک وہ عہدِ مہمیت عہدِ خیال کیجئے۔ کہ اقصائے عالم میں شہیدانِ اسلام محبت و ملساری یگانگت و فداکاری کا منظر ہر کرتے ہوئے ایثار کو اپنے باہمی اتحاد و اتفاق سے حسنِ عمل اور حسنِ معاشرت کا سبق دے رہے تھے۔ یا اب یہ زمانہ کی نیزنگیاں دیکھنے میں آئیں کہ خود اسلام کے متوالے عالی حوصلہ و عالی ظرف و صاحب الفضائل و الکملات نہایت نیک اور صالح سردار کا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹنے پراڑے ہوئے ہیں۔

وہ شخص جس کے خوانِ محنت سے کل تک پرورش پائی جس کی بے پایاں کرم و بخشش کی بدولت آج زندگی اور عیش پرور حیات حاصل ہوئی جس نے ان کی فلاکت اور افلاس کی اندھیاریوں کو اپنی محنت سے فراہم کی ہوئی دولت اور خون و پسینے سے جھکے ہوئے زر و جوہر کی تانبا کیوں سے کافور کیا۔ بجائے اس کے کہ اس کا احسان مانتے۔ شکریہ ادا کرتے۔ سخت ناسپاسی اور انتہائی بے غیرتی کے ساتھ یا مالِ جور و جفا کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں جب ارتداد کا سیلاب بلند ہوا ہے اور دنیائے اسلام میں بڑے بڑے مستقل مرکز اس سیلاب کی نذر ہونے لگے ہیں۔ تو حضرت عثمانؓ ہی کی وہ سب پہلی اور مبارک سہتی محقق جنہوں نے باوجود سخت گہری خاموشی اختیار کر لینے کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

مان مرتدین سے مقابلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ وہ وقت بھی مسلمان نہ بھولے ہوئے جب کھنجر کے چوچہ پر اپنا راج جمائے ہوا تھا۔ اور انسانی آبادی کے ہر گوشہ سے اسلام کی مخالفت ہو رہی تھی ایسے نازک وقت میں جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور آپ کے دست مبارک پر جان نثاری و جان سپاری کی بیعت کی یقیناً وہ یہ سمجھ کر اور یقین کر کے آٹھے تھے۔ کہ اس راہ میں ہماری رختیں اور راحوں کے سارے اسباب و وسائل معدوم ہو جائیں گے اور ہم کو بہت جلد ایسی پرخطر فالیوں سے گزرنا ہوگا جہاں فتنے انسانی اور خاک و آب سے تیار کئے ہوئے خیر کے قدم ایک منٹ بھی نہیں جم سکتے۔ لیکن اللہ نے سوائف مندی اور ازلی نیک بختی کہ اس مقدس جماعت کو جو اس وقت اپنی جان اور رُوح کو قہقہیل پر رکھ کر دین الہی کی حمایت کے لئے اٹھی تھی۔ اس میں حضرت عثمانؓ کا قدم اگر پہلا اور دوسرا نہیں تو چوتھا ضرور ہے۔ گویا اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ عثمانؓ جن کو آج مسلمان اپنے ہاتھوں شہید کرنے پر تڑپے ہوئے ہیں۔ اس کا شمار ان سابقین اولین میں ہے۔ جن کو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے خود اپنے حمایتوں کی صفِ اول میں محسوب کیا ہے۔

یہی وہ عثمانؓ رہے جنہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر جبکہ مسلمانوں کی عمرت و تنگدستی کا خیال خود سرکار نبوت پناہی کے لئے وجہ اندیشہ بن رہا تھا۔ اور آپ کو ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ سترہ جمع کر کے مقابلہ کے لئے قدم اٹھایا جائے۔ چنانچہ جس وقت جمع صحابہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ کی پس کی۔ تو پورے مجمع صحابہ میں ایک حضرت عثمانؓ ہی کی ایسی مبارک ہستی تھی جنہوں نے تقریباً پورے لشکر کے لئے ساز و سامان اپنی گاڑھی کمائی سے یہ تیار کر دیا جس کے متعلق محاسبین اسلام کا بیان ہے کہ پچھتر ستر ہار روپیہ سے زائد مالیت حضرت عثمانؓ کو اپنے پاس سے ادا کرنی پڑی۔

وہ المذاک و در بھی مسلمان نہیں بھولے ہوں گے۔ جب مدینہ میں سلمان ٹھنڈے اور پیٹھے پانی کو ترس ہے تھے صرف ایک برہنہ رہتا تھا۔ جو ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔ اور وہ تقبیت بھی مسلمانوں کو پانی دینے ہوئے تکلف کرتا تھا۔ یہ حضرت عثمانؓ ہی تھے جنہوں نے اس یہودی سے اس کی منہ مانگی قیمت دیکر اس کو زمین کو خرید لیا۔ اور مسلمانوں کے لئے بلا استثناء امیر و غریب وقف عام کر دیا۔ اس لحاظ سے وہ نادار اور غریب مسلمان جو تقبیت پانی کی نہ ادا کر سکتے تھے۔ باوجود تقبیت دینے پر پانی نہ حاصل کر سکتے تھے۔ اب بہت افراط کے ساتھ ٹھنڈے اور پیٹھے پانی کے بھوک بن گئے۔

جس نے مسجد نبوی میں جبکہ جماعت اسلام بڑھی۔ اور احاطہ مسجد ناکافی ہو گیا۔ تو نہ صرف یہ کہ مسجد میں قریب و دور کی زمینیں اپنی جیب خاص سے رقم ادا کر کے اضافہ کیں بلکہ بعض کی مسجدیں دھوپ

اور بارش کے وقت جو وقت و دشواری نمازیوں کو پیش آتی تھی۔ از سر نو کئی ہزار روپیہ صرف کر کے چھتوں کا انتظام کیا۔ اور پھر مزید عمارات بڑھا کر سجدہ گاہ سید ارس کو زینت و نمائش کے اعتبار سے بھی تماشہ کا عالم بنا دیا جس کا اعلیٰ کیڑہ ذاتی اخلاق و عادات گھرو اور خانگی زندگی کے اصول اس قدر بلند اور اپنے اندر امتیازی نشان رکھتے ہوں۔ اور خدا ان کی اس نیک چلنی اور خوش سیرتی کی مدح و ستائش میں زبان قرآن تکلم فرمائے۔ جس کی حیا اور شرم کے آگے فرشتے اور خدا کی مقدس اور محصور مخلوق بھی شرمندہ ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ دہم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ایک وقت میں جا کر مسلمانوں کی نظر میں اس قدر خار ہو جائے گا۔ کہ وہ اس کو اس کے خرید کئے ہوئے کونٹوں کے پانی سے بھی محروم کر دیں گے۔ اداس مسجد میں نماز پڑھنا جو ایک ساکن مدینہ مسلمان کے لئے باعث صدمہ و آفتاب و التیام ہے داخل بھی نہ کرنے دیں گے۔ اس کے سارے احسانات اور نکارم فراموش ہو جائیں گے۔ اس کی نیکیاں دبا دی جائیں گی۔ اور بے بنیاد برائیاں اُچھالی جائیں گی۔

جو خود خستہ و بیمار اور مکمل پیکرِ وفا ہو جس کے دل میں سوائے رسم و کرم کے ظلم و جفا کی دھندلی سی تصویر بھی نہ آئی ہو۔ جو غریبوں کا مہیا۔ فقیروں کا مادی۔ رئیسوں کا رفیق اور دولت مندوں کا ہم پلہ تجارت کا ہیرو ہو جس کے ہزاروں اور لاکھوں ماننے والے روئے زمین پر اپنی پوری قوت کے ساتھ حکمرانی کر رہے ہوں جس کے دشمن کم اور دوست زیادہ جس کے رفیق بہت اور اعداء قلیل۔ یہ خطرہ بھی نہیں گذر سکتا ہے کہ وہ کئی دن بھوکا پیاسہ اپنے دار الخلافہ میں۔ اپنے وطن میں۔ اپنی جماعت کے جھوسٹ میں اپنے ماننے والوں کی موجودگی میں اپنی بہادر فوجوں کے ہوتے ہوئے بیکسی و بے بسی کی زہرہ گداز حالت میں بے یار و مدد کا ظلماً بلکہ جبراً قہراً اپنے خدا کا نام لیتا ہو اپنے خدا کی کتاب پڑھتا ہو روزہ کی حالت میں شربت شہادت نوش کر گیا۔ اور پھر شہادت ہو جانے کے بعد باوجودیکہ اس کے منہ چاروں طرف پھیلے ہوئے ہوں۔ علی الاعلان آسانی کے ساتھ دو گز زمین کو بھی آکا نہ کر سکا ہو۔ لوگوں کی نظروں سے بچا کر مات کے سناٹے میں جبکہ مغفیل اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے۔ ایک دروازہ کے پرٹ پر اس عظیم الشان شخصیت کی لاش جا رہی تھی جس کی آخری رخصتی میں شریک ہونے والوں کی تعداد پانچ چھ افراد سے زائد نہ تھی۔

دنیلؑ اسلام اس مظلوم شہید سے پہلے بہت اس و امان اور عافیت کی زندگی بسر کر رہی تھی لیکن ادھر تلوار نے رسول اللہؐ کے داماد کا گلا کاٹا اور ادھر غیظ الہی میں لٹھیاں پسید ہوئی۔ قدرت نے اپنے قصر کے درجے کھولے۔ اپنے بندوں کی اس حیرت ناک سفاکی کا تماشہ دیکھ رہی تھی لیکن وہ کھوت و صدمہ جو اس خاص و طویل سے اخت یار کئے رہی۔ اور پھر اس کے بدلے میں جو سزا عامہ مخلوق کو دی گئی۔ وہ ایسی دہشتناک اور عبرت خیز ہے جس کو خیال کر کے اس وقت بھی ایک متوجس وادی میں بیچپن سے لرزہ

بر اندام ہوئے بخیر نہیں رہ سکتا :

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام جو امیر المؤمنین کے خاص مجتہدین و مخلصین میں تھے آپ کی بہمن اراد و اعانت کرتے تھے۔ اور آخر وقت تک ان حضرات کی یہ کوشش رہی کہ کسی طرح معاملات صحیحہ میں بلوائی اپنے ناپاک خیال سے باز آجائیں گے مگر صریحاً مرض طبعاً گیا جوں جوں دوا کی

جس قدر بھی اصلاحی تدابیر کی طرف توجہ کی جاتی۔ اس قدر چھپیدگیاں بڑھتی گئیں جب ہر طرف سے مایوسی ہو گئی تو صحابہ کرام نے خود کل کر مدافعت کی درخواست کی۔ لیکن اس پر امیر المؤمنین نہ مانے۔ قصہ مختصر یہ کہ مہاجر صحابہ کے نوجوان فرزندوں کی ایک جماعت اس کام پر مامور ہوئی۔ کہ وہ امیر المؤمنین کی ڈیوٹی پر پہرہ دیں اور جس طرح ہو بلوائیوں کے دستِ ظلم سے بچائے رکھیں۔ ان محافظین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مخصوص تعلقات اور دیرینہ لطف و درم کمال کر کے اپنے فرزندوں یعنی فاطمہؓ کے لعل سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ و سیدنا حسینؓ کو بھی متعین فرمایا۔ یہ حضرات پہرہ دے رہے تھے اور جو بلوائی مقابلہ پر آتا اس سے مدافعت کر رہے تھے کہ اچانک بے خبری کے عالم میں بلوائیوں کی جماعت نے پشت مکان کی دیوار بچھا کر امیر المؤمنین کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خبر شہادت کے سنتے ہی لوگوں کے ہوش و حواس جلتے رہے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ لقلطاش عقلی یوم قتل عثمان (یعنی خدا کی قسم عثمان جس دن شہید ہوئے ہیں میرے عقل چکا گئی تھی)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس وقت معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین شہید ہو گئے تو آپ دروازہ کی طرف تشریف لائے اور سخت کرب و بے چینی کے عالم میں حضرت حسنؓ کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ تم کس طرح پہرہ دے رہے تھے کہ باغیوں نے امیر المؤمنین کو شہید کر دیا۔ انہوں نے اپنی ناواقفیت بیان کی حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ والد ماجد نے مجھے اتنے زور سے مارا کہ کچھ تو اس کے غم میں اور کچھ صدمہ شہادت کے حینال سے مجھے بخارج چڑھ آیا۔ اور رات میں جس وقت بھی ذرا آنکھ لگی۔ بھیاں تک بھیاں تک خواب دیکھتا رہا۔ منجملہ ان کے ایک خواب یہ بھی تھا۔ کہ ابو مریم کے حوالہ سے مسند ابوالعلیٰ میں درج کیا گیا ہے۔ ابو مریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ

میں نے رات کو خواب میں ایک عجیب و غریب منظر دیکھا کہ میدان محشر قائم ہے۔ اور حضرت حق جل مجدہ اپنے عرشِ ریحلوہ فرما ہے۔ جزا دسرا کے مراحل طے ہوئے ہیں کہ مجمع کے ایک جانب سے آنحضرت تشریف لائے۔ اور عرش کا پایہ تھام کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی آنحضرت کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ سب ایسی ایک بچا تھا کہ مجمع میں جنبش ہوئی۔ اور محشر

کی صفیں چیرتے پھاڑتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اس حال میں کہ آپ کا کٹا ہوا سر آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور تمام کپڑے سر سے لیکر پیروں تک خون میں تر ہو گئے۔ آپ نے آتے ہی مرکز نور سے بانڈا عاشقانہ عرض کیا کہ :-

اے خدا اپنے بندوں سے پوچھ مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے حضرت عثمان کے اس عریضہ عوی کو سنتے ہی عرش اعظم ہل گیا اور حکم ہوا کہ زمین پر خون کے دو پرنا لے بہا دیئے جائیں :-

حضرت حسنؓ یہ خواب بیان کر کے بیٹھ گئے۔ جو لوگ قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ حیرت میں تھے کہ کیسے انقلاب کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ راوی نے حضرت علیؓ سے تعبیر سوال کیا۔ کہ اے ابوترابؓ حسنؓ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حسنؓ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے اور سو کر رہ گیا۔

وہ محدثین جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ یہ دو خون کے پرنا لے یقیناً زمین پر بہائے گئے۔ جن کا نام جنگِ جمل اور جنگِ صفین کی شکل میں تحریر کیا گیا ہے۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین سے جو قیامت کبریٰ اور انتشارِ مسلمانوں کی وحدت اور محبت میں پیدا ہوا وہ آج تاریخ میں خونین عنوان کے ذیل میں درج ہے۔ ان جنگوں سے جو نقصانات مسلمانوں کو پہنچے۔ اور جس قدر ترقی اسلام میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ وہ بجائے خود بہت اہم ہیں۔ (حرم)

تصنیفات اسی

۱) دنیا کے مذاہبِ جدیدہ پر ایک نظر (کاویہ جلد اول قیمت ۵۰) یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ مزاحمت کے اصول اور عقائد پر بحث کرتی ہے صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ (۲) عہدِ حاضر کے تیس مدعیانِ نبوت کے تاریخی حالات (کاویہ جلد دوم قیمت ۵۰) اس میں خصوصیت کے ساتھ سید علی محمدؑ اب بہاء اللہ مسیح ایلانی کی مفصل سوانح عمری بیان کرنے کے بعد مسیح الاوض قادیان مرزا کی مکمل سوانح عمری بھی درج ہے۔ باقی مدعیانِ نبوت کے وہی عقائد کے ساتھ ساتھ مزاحمت کے اصول و عقائد کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ ناظرین دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مزاحمت بہائی مذہب کی ایک نئی سرخسہ ہے۔ نوٹ: رمضان شریف ۱۳۶۶ء

۳) کتابِ الفرقِ جدیدہ (عربی) گزشتہ جلد اول قیمت ۴۰) کتابِ التوحید مدعیِ ربوبی گزشتہ جلد دوم قیمت ۵۰) رموز الجہان و قیمت ۲۰) منظومہ النور مدعیِ ربوبی گزشتہ جلد اول قیمت ۴۰) نقدہ بالقرآن قیمت ۱۰) رموز عالم صبا ہندی۔ مدرسۃ المدینہ شریف

سیدنا حسین رضی

(از جناب مرتضیٰ اصن صاحب دوا بیوی)

فاطمہ کے دل نبی کی آنکھ کے تارے حسین
تیرا شیوہ حق پرستی تیری باتیں حق پسند
گلشن اسلام تیرے خون سے سینچا گیا
جان دیکر تو نے رکھ لی ابرو اسلام کی
تیرا دم گویا بنائے کلمہ توحید ہے
راہ حق میں کر دیا قربان سارا گھر کا گھر
سانے مارے گئے بیٹے مگر اُف تک نہ کی
حلق پر خنجر تھا لیکن لب پہ تھا شکرِ خدا
اس تہا درستی بقیٰ دنیا کو لیا چاہیے
ہوش میں آئیں ذرا دیکھیں تو آنکھیں کھول کر
بُت پرستی کو بھلا اسلام سے کیا واسطہ
کاغذی گھوڑوں کی اُلفت بنگلی ہی فرضِ عین
حضرت شبیر میں گویا اسی میں جلوہ گر
دوسرا عبود کیا دنیا میں پیدا ہو گیا
داخلِ اسلام ہٹے بُت پرستی ہو گئی
کر بلا کا واقعہ بھی اک تماشا ہو گیا
شرم کی جاہی ذرا غریب کو دنیا میں کام

مرتضیٰ کے لال شاہ کر بلا پیارے حسین
غرم و استقلال تیرا مثل کوہ سر بلند
تیرے دم سے نام اس کا خلق میں قائم رہا
آج دنیا میں نہ لیتا کوئی اس کا نام بھی
فات سے تیری بقائے کلمہ توحید ہے
کس کا ہو سکتا ہے دنیا میں یہ دل ایسا جگر
سینکڑوں رنج و الم دیکھے مگر اُف تک نہ کی
کیا بنا سکتی ہے دنیا یہ کسی کا حوصلہ
ایسی بہت سے نبی دنیا کو لیا چاہیے
کیوں محبت کا غلط مفہوم سمجھے ہیں بشر
کاغذی گھوڑوں کو اُن کے نام سے کیا واسطہ
کوئی لکڑی کچھوں کو سمجھتا ہے حسین
کوئی اک تربت بنا کر بیٹتا ہے اپنا سر
اے خدا کے ماننے والو تمہیں کیا ہو گیا
یا تو تھا وہ آج یا اب ایسی بستی ہو گئی
جائے غیبت ہے جہاں کا حال کیا ہو گیا
تم سمجھتے ہو کہ ان باتوں سے خوش ہو گواہ

مدعی عشق ہو تو حسان کا سودا کرو

ورنہ دنیا میں نہ اپنے آپ کو رسوا کرو

مذہب

موجودہ تہذیب کے دیگر اخلاق و روحانیت سوز فتنوں میں سے ایک سب سے بڑا فتنہ اتحاد و دھرتی لینی لائبریری کا ہے۔ جہاں مغربی تہذیب اور موجودہ ملت پرستی پہنچتی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ مذہب و اخلاق کے لئے زہر میں بچھے ہوئے تیر بھی لے جاتی ہے۔ تاکہ اس تہذیب کے دلدادہ ان سے مذہبی حقیقتی کا کلیجہ چھپ کر لٹھوں دھریوں اور فلاسفوں کی باتوں پر ایمان لے آئیں۔ یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ موجودہ تہذیب تمدن کی ظاہری حکم دہ اور نمائشی ٹیپ ٹاپ سب سے پہلے نور بصیرت کو سلب کر لیتی ہے اور پھر ایک سحر خوردہ انسان کو ادھام و ظنون۔ شک و ریب۔ بے اطمینانی صے چینی اور خیالات کی کشاکش کے خاڑزار میں چھوڑ دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ لومیاں تہذیبی تمدن کے مجنون! تھکے دل و دماغ کا اپرین کا سیاب ہو گیا۔ آرام و اطمینان کے ساتھ ادھام و ظنون کے میدان میں ٹھوکریں کھاؤ۔

مغرب کے تمدن حاضر نے چونکہ عقل اور نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے مغرب کی سرزمین پر اور جہاں جہاں مغربی تمدن نے اپنا قبضہ کیا ہے۔ مذہب اور اخلاق دونوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ غرض یہ کہ مغرب کی دیکھا دیکھی ہندوستان میں بھی مذہب کے خلاف طوفانِ جہاد برپا ہوتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مذہب ہی دنیا میں قتل و خونریزی کا باعث ثابت ہو رہا ہے۔ جب تک مذہب کا اثر موجود ہے۔ ہندوستانی کبھی تہذیب و سولج حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اس قسم کے دیوانوں سے کوئی ثبوت و حجت مانگے۔ تو جھٹکھدیا جاتا ہے کہ دیکھو انگریزوں نے مذہب کے خلاف بغاوت کے ترقی حاصل کی ہے۔ اور دیکھو۔ روس میں جو امن۔ خوش حالی۔ مسرت اور مساوات کا دور دورہ ہے۔ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ سرزمینِ روس سے مذہب کو کان پھٹ کر نکال دیا ہے۔ اس لئے روسی اس چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں ایسے ہی لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ مضمون سپردِ قلم کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے سرے سے مذہب کو سمجھا ہی نہیں۔ اس مضرب یہ اور ہے کہ خود مذہب والے بھی نہیں جانتے کہ مذہب کسے کہتے ہیں۔ اور اس کا فائدہ و مقصود کیا ہے۔ عوام الناس کو جاننے دیجئے وہ مغرب تو اسلام کے معنی بھی نہیں جانتے۔ رونا تو یہ ہے کہ ہمارے بعض واعظ و یسچرار اور مبلغ تک یہ نہیں جانتے کہ مذہب کی تعریف کیا ہے۔ ایسے بے سنج کیا خاک اس دورِ الحاد میں

بتلیغ کریں گے۔ میں چلبور کے ایک جلسہ کی شمولیت کے لئے جہاز ہاتھ۔ غازی آباد سے الہ آباد تک ایک ٹرک صاحب کا ساتھ رہا۔ جو تیسرے ایک مشہور درس گاہ کے خاثر تحصیل مولوی۔ ادیب، ایڈیٹر اور مبلغ تھے۔ دورانِ گفتگو میں میں نے مولانا سے پوچھا کہ مولانا! یہ تو بتلاتے کہ مذہب کہتے کے ہیں؟ مولانا بہت سٹ پٹائے۔ انہوں نے اس کے لغوی معنی تو بتا دیئے مگر اسکی جامع و مانع تعریف نہ کر سکے۔ پس حالات یہ عنوان نہایت ہی توجہ طلب ہے اور اس قابل کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان اس وقت ہو۔ اب بغور سنئے :-

مذہب کسے کہتے ہیں؟ مذہب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی راستے کے ہیں یعنی راستہ کو مذہب کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں مذہب اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر چل کر انسان اپنے مقصدِ حیات کو بروئے کمال حاصل کرے۔ اب سچا مذہب وہی ہوگا جو عقل و فطرت کی روشنی میں انسان کا مقصدِ حیات بتلائے۔ اور ایسی تعلیم جس پر عمل کر کے انسان اپنے مقصدِ حیات سے واقف ہو کر منشاء خداوندی کو پورا کرے۔

مذہب وہ مجموعہ قوانین ہے جو دل و دماغ کو رنگِ حقیقت سے پاک و صاف کرتا ہے عقل کو روشنی بخشتا ہے۔ اور قوائے فطریہ کو ایسی روش پر چلاتا ہے کہ انسان اپنے وجود کے حقیقی منشاء کو معلوم کر کے روحانی و جسمانی سکون و اطمینان اور دائمی مسرت و کامرانی حاصل کرنے میں مختصر طور پر پہنچ سکے کہتے ہیں کہ مذہب انسان کو فطری زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے۔ اور ہر قسم کی گمراہی تاریکی، کمزوری اور خطرہ سے بچا کر منشاء مقصود سے ہمکنار کرتا ہے۔

مذہب کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ انسانیت کبریٰ کا بول بالا ہو۔ انسان کا وجود دوسرے بنی نوع انسان کے لئے بے ضرر بن جائے۔ انسانوں کے مفاد آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فتنہ و فساد کی نوبت نہ پہنچے۔ انسانی سوسائٹی تمام مفاسد و خباثت اور شرارت و بے چینی سے مصفا ہو جائے۔ اور عبد و معبود کا ایسا مستحکم رشتہ قائم ہو جائے کہ اس کو نہ تلوار قطع کر سکے۔ اور نہ کوئی آگ جلا سکے پس انسانوں کی فلاح و بہبود اور دنیا کی امن و سلامتی کا راز اس چیز میں مضمر ہے۔ کہ انسان صحیح معنوں میں مذہبی بن جائیں۔ اور مذہبی احکام ان کے دل و دماغ میں گھر کر لیں :-

دنیا کا وہ کونسا مذہب ہے جو مذکورہ بالا معیار پر پورا اُترتا ہے؟ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں اور یورپ کے

دہریے تک اس بات کو مانتے ہیں کہ مذہب کی مذکورہ بالا تعریف دنیا کے تمام مذاہب میں سے صرف اسلام ہی پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ بلکہ مذہب کی یہ تعریف اسلام ہی نے دنیا میں اُکری اور صحیح معنوں میں

مذہب کو قائم کیا۔ اسلام سے پہلے دنیا والے مذہب کی حقیقت سے قطعاً نا بلند تھے۔ اور آج بھی یہی حالت ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا راستہ ہے۔ اسلام کے نام سے تین لفظ نکلے ہیں۔ سلّم، سلّم اور سلّم۔ اول کے دونوں لفظ صلح و سلامتی کو چاہتے ہیں۔ اور ان دونوں کا اقتضاء ہے کہ مسلمانوں کا وجود ان دونوں کیلئے بے ضرر ہو۔ گویا اسلام دنیا والوں کے لئے خدا کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ہے۔

میں نے جو اوپر دعویٰ کیا ہے کہ اس کے ثبوت میں ہم صرف لفظ اسلام ہی پیش کر سکتے ہیں اسلام کو جملہ مذہب پر محض اپنے نام کی وجہ سے بھی تفوق و برتری حاصل ہے۔ اور ہمارے مذہب کا نام ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ مذہب کی مذکورہ بالا تعریف صرف مذہب اسلام پر چسپاں ہو جاتی ہے۔ باقی تمام مذہب اس معیار سے گر جاتے ہیں۔

لفظ اسلام ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کے اندر دنیا جہان کی خوبیوں، بھلائیوں اور صداقتوں کا ٹھکانہ سمندر موجود ہے۔ اس لفظ کو جس طرح چاہے الٹ پلٹ کر دیکھو۔ ہر صورت میں خوبیاں اور بھلائیاں ہی نظر آئیں گی۔ دیکھئے اسلام سے تین لفظ نکلے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ ان میں سے جس لفظ کو چاہو۔ الٹ کر دیکھو۔ اس کے سنوں میں خوبی اور بھلائی ہی پائی جاوے گی۔ مثلاً لفظ سلّم کو الٹا دیں ٹمس بنتا ہے۔ اور مس نرم چیز کو کہتے ہیں۔ اس کے مطابق مسلمانوں کو بھی آپس میں تیم اور نرم دل ہونا چاہیے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ پاک نے مومنوں کی تعریف و توصیف میں فرمایا۔ ”رُحَمَاءٌ بَيْنَهُمْ“ یعنی وہ آپس میں نرم دل ہوتے ہیں۔

اب اسی ٹمس کو الٹا کریں تو کسم بن جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بعض وقت خاموش اختیار کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے خاموشی اختیار کی اُس نے نجات پائی۔ کسم کو الٹا کرو۔ تو ٹمس بنتا ہے۔ اس کے معنی ہیں پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانیا۔ اس لحاظ سے مسلمان کی ریاضت ہے کہ ایک دوسرے کو نفع پہنچائے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - تم بہترین امت بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ یعنی مسلمانوں کے بہترین امت بننے کی بھرپور ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے مہمدر

خیر خواہ ہیں۔ اور ان کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اس طرح کہ خدا کے باغیوں و فکروں اور منافرانوں کو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ حضور کا فرمان ہے۔۔۔ حنیئاً للناس من یبلغہم الذی

تم میں اچھا انسان وہ ہے۔ جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ غرض لفظ اسلام کو جس طرح بھی الٹ پلٹ کر دیکھو خوبی اور کمال ہی ظاہر ہوگا۔

اسلام کے معنی

اب خود لفظ اسلام کے معنی سنئے۔ اسلام کے معنی ہیں اپنے تمام قویٰ کیساتھ خدائے عرش و فرش کے سامنے جھکا جانا۔ اس کے احکام عمل کرنا۔ اور اپنی تمام زندگی کو منشاء خداوندی کے مطابق بنالینا۔ چنانچہ الاسلام ہوا الخضوع والاقتیاد باطنا و ظاہراً۔ یعنی اسلام ظاہری و باطنی خضوع و اقتیاد کا نام ہے۔

اسلام کے اندر سب سے بڑی خوبی اور کمال یہ ہے۔ کہ وہ اپنے متبعین کو محض رسمی مسلمان نہیں دیتا۔ بلکہ اگر مسلمان کے دل میں خدا کی محبت و اطاعت کا سچا جذبہ اور تڑپ موجود ہو تو وہ زبانوں سے گزر کر جسموں، روحوں اور قلوب پر اپنی حکومت قائم کر لیتا ہے۔ چنانچہ "ایمان" کے ذریعہ وہ روحوں اور قلوب پر قبضہ کرتا ہے اور عمل صالح کے ذریعہ اجسام و افعال پر۔ سارا قرآن دیکھ جاؤ۔ تمہیں صرف اپنی دوجہیزوں کا مطالبہ نظر آئیگا۔ کہ اٰمَنُوْا وَاَعْمَلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیْمٰنٌ لَّاؤ۔ اور نیک کام کرو۔ جب تک ایک مسلمان کی عملی و عملی زندگی میں ایمان و عمل کی حقیقت نہ ہو۔ وہ حقیقت میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ یوں رسمی اور زبانی طور پر کلمہ پڑھنے والے تو دنیا میں بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اِنَّ اللّٰهَ اَشَدُّ لٰی مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ اَنْفُسُهُمْ
وَاٰمَآءُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْفٰسِقِیْنَ

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

غور کرو۔ دنیا میں یہی دو چیزیں ہیں جان اور مال فتنہ و فساد اور قتل و خونریزی کا باعث ہیں۔ اور انہی پر خدائے اسلام نے قبضہ کر کے کیونکر مسلمان کے وجود کو دوسرے انسانوں کے لئے بے ضرر بنا دیا ہے مسلمان جان و مال کی محبت سے اندھا ہو کر کسی کی جان و مال کے لئے خطرہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ خود اپنی جان و مال کا مالک نہیں۔ ہاں وہ دوسرے انسانوں کی جان و مال کا محافظ ہے۔ اگر مسلمان کی زندگی سے یہ بات ثابت نہ ہوتو کہا جائیگا کہ وہ ظاہری طور پر تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر وہ ابھی باطنی طور پر خدا کا مطیع و متقا نہیں ہوا۔

ھے

اسلام فطری زندگی بسرنا سکھاتا

اسلام کا نام ہی دین فطرت ہے۔ یہ دین حقیقہ انسان کی فطرت میں مرکوز ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر جگہ مذہب اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنالیتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ تمام موجودات کا مذہب اسلام اور محض اسلام ہے۔ تمام جمادات، نباتات اور حیوانات طوعاً و کرہاً اسلام کے اصولوں پر ہی کار بند ہیں۔ خالق السموات والارض نے ہر وجود کو حقیقتاً مسلم پیدا کیا ہے چنانچہ فرمایا :-

غَيْرِ دِينَ اللَّهِ يَبْتَغُونَ وَلَهُ اسْلَمَ مَنْ
 فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا
 وَالْيَهُودُ تَرْجِعُونَ ۝

آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ وہ فطری حیثیت سے الہی کی اطاعت کرتا ہے۔ اور بالآخر سب کا رُخ
 الہی کی طرف ہونے والا ہے۔

اسی آیت مقدسہ میں خدائے حکیم و بصیر نے اپنے بندوں کو حقیقت ذہن نشین کرائی ہے۔ کہ
 کائنات کے ہر ذرے کی طبیعت کے اندر موجود حقیقی نے فطری حیثیت سے ایک اصول کو وداعیت
 کیا ہے۔ اور وہ اصول اصول اطاعت ہے۔ اور اسی اصول اطاعت کا نام اسلام ہے۔ پس اے انسان
 تو اس مذہب کو چھوڑ کر کون سے مذہب کی تلاش کرتا ہے۔ اے انسان تیری بہتری اور نجات اس میں ہے۔

أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي
 فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ج
 ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۝ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
 لَا يَعْلَمُونَ ۝

اپنا مذہب سب طرف سے موڑ کر دین کی طرف کر یہ وہ خدا
 کی فطرت ہے جس پر خدا نے انسان کو مخلوق کیا ہے
 خدا کی خلقت میں تغیر نہیں ہوتا۔ یہی ٹھیک دین
 ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

اللہ اللہ اسلام کی ہدایت نمائی کا کیا کہنا ہے۔ اور اس نے کیونکر دنیا میں آ کر نجات کا راستہ دکھایا
 جب اللہ تعالیٰ نے نئی نوع انسان کو یہ اچھی طرح بتا دیا کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اور فطری زندگی
 بسر کرنا سکھاتا ہے۔ تو اب دنیا کے تمام مذہب والوں کے نام عام اعلان کر دیا۔

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا جَافَلَنَ يُقْبَلْ
 مِنْهُ دُھُورٌ مِّنَ الْأَلْسِنَةِ مِّنَ الْخَمْرِ ۝

سوائے مذہب اسلام کے کوئی اور دین اور سوائے اصول
 اسلام کے کوئی اور عمل ہرگز ہرگز قابل قبول نہ ہوگا اور
 وہ آخرت میں گھٹا اٹھائے والا ہوگا۔

یعنی جس شخص سے دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی پیروی کی وہ آخرت میں نقصان اٹھائے والا
 ہیں۔ عاقل انسان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ قوانین فطرت کو توڑنے والا اور غیر فطری زندگی
 بسر کرنے والا دین و دنیا دونوں میں گھٹا اور نقصان میں رہتا ہے۔

اسلام عقلی مذہب ہے
 یہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے۔ ثبوت کی ضرورت
 ہی نہیں لیکن چونکہ دلوں اور دماغوں پر جہالت و تعصب کے پتے
 پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے چند دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں باہر جہاں عقل سے کام لینے

اور غور و فکر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور اس کے ہر صفحہ پر افلا تعقلون کے جملہ کی تکرار ملتی ہے۔ یعنی کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ ایک جگہ فرمایا۔
 اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۔ یہ قرآن ہم نے عربی زبان میں اس لئے اتارا ہے کہ تم عقل والے بن جاؤ۔

عقل سے کام نہ لینے کو قرآن پاک نے قلب پر پردہ پڑھانا بتلایا ہے۔ اور یہ عذاب الہی ہے۔ ایک جگہ تو یہ بیان تک کہدیا کہ جو عقل و شعور سے کام نہیں لیتے وہ حیوان ہیں۔ فرمایا:-
 وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بَعَا
 وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بَعَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بَعَا أُولَٰئِكَ
 كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْنَا أَفْئِدَتَهُمْ وَأَنَّا فَالِقُ الْبُنْيَانِ ۝

ترجمہ تشریح :- ہم ایسے لوگوں سے جہنم کو ضرور بھر دیں گے جو قلب رکھتے ہیں مگر اس صفت الہی کا کام نہیں لیتے۔ انہیں رکھتے ہیں مگر ان سے خدا تعالیٰ کے آثار قدرت نہیں دیکھتے۔ اور کھپیلی قوموں کے سٹے ہوئے آثار تمدن کو دیکھ کر ان سے عبرت و نصیحت نہیں پکڑتے اور کان رکھتے ہیں مگر خدائی آواز نہیں سنتے۔ ایسے لوگ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ اور اپنے انجام و مال سے بے خبر ہیں دیکھا تم نے کہ اسلام صحیح مذہب کے معیار پر کیونکر پورا اُترتا۔ اب یہ بھی معلوم کرو۔ کہ اسلام دنیا کے امن کا محافظ بن کر آیا ہے۔ اسلام ایک ابر رحمت ہے جو سب پر یکساں برتا ہے۔ اسلام کی حکومت میں شاہد گدا، مقبول و مردود اور مسلم و غیر مسلم سب کے لئے عدل و انصاف اور رواداری و فیاضی کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اسلامی حکومت میں ربوبیت الہیہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ دنیا میں اسلامی تعلیمات کے مطابق کنسی اسلامی حکومت کا قائم ہو جانا صحیح معنوں میں خدا کی حکومت کا قائم ہو جانا ہے۔ اسلام کی حکومت کے سوا اگر دنیا میں فرشتوں کی بھی حکومت ہو تو وہ دنیا میں امن و انصاف نہیں قائم کر سکتی۔

آج دنیا میں امن و انصاف غنقا ہے۔ اگرچہ دنیا کی حکومتوں میں عدالتیں حج۔ پولیس اور وکیل سب کچھ ہیں مگر ان کے ذریعہ امن و انصاف کہاں۔ کمزوروں۔ غریبوں۔ ناداروں اور بیگناہوں کی دنیا "آدیک ہے۔ اس کے لئے دنیا میں امن و انصاف باقی نہیں رہا۔ اگر ہو گا تو نوابوں۔ امیروں اور سٹریہ داروں کے لئے۔ آج پوری دنیا امن و انصاف کی تلاش میں بے چین و بیقرار ہے۔ مگر آہ! دنیا کے انسانوں کو کون سمجھائے۔ کہ گمراہی میں پھٹے ہوئے انسانو! امن و انصاف کا نبی و محافظ اسلام

اور صرف اسلام ہے۔ اس کے بغیر دنیا میں انصاف کہاں۔ یاد رکھو قیامت تک بھی دنیا میں امن و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسلام کی حکومت و بادشاہی قائم نہ ہو۔ اگر کروڑوں تخفیفِ اسلحہ کا فرسب بھی ہو جائیں تو اُن کے ذریعہ امن حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا قتل و غارت اور ظلم و سفاکی کے جہنم کے نزدیک ہوتی جائے گی۔

خدا دیکھو تو یہی کہ اسلام نے اپنی عالمگیر صلح پسندی اور رواداری کو کہاں تک ملحوظ رکھا ہے۔ اور امن پسندی کو کس حد تک پہنچایا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَإِنْ جَحَدُوا بِسَلْمٍ فَاجْعَلْ لَهَا وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور اے پیغمبر! اگر تیرے دشمن صلح کے واسطے تیری طرف جھکیں تو تو اللہ پر توکل کر۔ بیشک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

وَأَنْ يَرِيذُوا أَنْ تَخَذُوا عَوْلَكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ
اللَّهُ هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَاللَّوْنِينَ

اور اگر وہ اس صلح سے کوئی فریب دینگے تو اللہ تعالیٰ تجھے کفایت کرنے والا ہے۔ اور اللہ تو وہ قادر و مالا ہے جس نے تجھ کو اپنی مدد اور مسلمانوں سے مدد دی۔

ثابت ہوا کہ اسلامی دنیا کا نیا مہذب ہے

اور اسلام ہی وہ مطلقاً اور فطری دین ہے جو اس معیار پر پورا اترتا ہے جس حقیقی مذہب کا فائدہ و مقصد وہ حاصل ہوتا ہے۔ پیغمبر کے مطابق زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے اور فطرتِ خواہید کو جگااتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ هِمَّ الذِّكْرِ عَنِ الْقُرْآنِ كُنَّا نَزَّلْنَاهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ اللہ کے معنی ہیں یاد دلانے والا۔ یعنی اُن فطری جذبات و خیالات کو ابھارنے اور یاد دلانے والا جن کو غیر فطری زندگی دبا دے۔ قرآن حکیم کی حکیمانہ تعلیم سے فطرت کے حجابات دور ہوتے ہیں فطرتِ خواہید بیدار ہوتی ہے۔ طالبِ نجات کا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کا قلب محبتِ الہی کے جذبہ سے متور ہو جاتا ہے۔ اور فرقان کی حکیمانہ تعلیم کو سن کر قلوب از خود نعمِ باقیل کہہ اٹھتے ہیں۔

ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے انسان کو انسانیت کے مرتبہ پر پہنچایا۔ تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی۔ جمہوریت و مساوات سے دنیا کو روشناس کرایا۔ اگر وہ دنیا میں آکر اپنی عالم افروز تعلیمات عام نہ کرتا۔ تو بخدا یہ ابھی ترقی یافتہ و مہذب دنیا بھی نہ ہوتی۔ اور دوسری مذہب نے انسانوں کو کفر و شرک کی گمراہی میں تو مبتلا کیا ہی تھا۔ دنیا میں بھی پستی و ذلت کے جہنم میں پھنک دیتا۔ بیچا پستے روس و امریکہ اور برطانیہ ملے کیا جانتے تھے۔ کہ جمہوریت و مساوات کس جہانور کا فائدہ

اور انسان اپنی عقل سے کام لے کر ہواؤں میں اڑ سکتا ہے۔ پس آج دنیا جس راستہ پر چل رہی ہے۔ وہ وہی راہ ہے جو اسلام نے بتلائی ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی امن و خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ سمجھ لو کہ اس امن و خوشحالی کی تہ میں اسلام کے ہی اصول و قوانین کام کر رہے ہیں۔

اگر ہمارا مذکورہ بالا دعویٰ بے بنیاد اور محض دل بہلاوا ہے تو تولاؤ دنیا کے کس مذہب نے دینِ توحید، دینِ فطرت، دینِ مستقیم اور اللہ کی سبوت کے کا دعویٰ کیا ہے؟ اور کون سے مذہب نے وہی تعلیمات پیش کی ہیں جو ہم نے قرآن حکیم سے پیش کیں؟

اب دیکھیں۔ دنیا کا کون سا مذہب آگے بڑھتا ہے۔ مگر اس خیال است و محال است جنوں جس طرح ایک خدا کے مقابلہ میں دوسرے خدا کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مذہب اسلام کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی مذہب نہیں آ سکتا۔

اسلام کو اس دورِ الحاد سے کوئی خطرہ نہیں! آج جو دنیا میں مذہب کے خلاف طوفانِ حماقت برپا ہے اور مخرج ہے

سیلابِ تجدد و الحاد چلا آ رہا ہے۔ اس کو دیکھ دیکھ کر مہارے مولوی صاحبان کو فکر ہے کہ ہائے اسلام کیا۔ اسلام کو سنبھالو۔ ان کو مضمون سہنا چاہیے کہ اسلام کو اس دورِ الحاد سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ یہ الحاد ہی اسلام کی کامیابی کی راہیں بھی کھول رہا ہے۔ زبانیں اگرچہ مذہب کا استحقاق کر رہی ہیں مگر قلوب و ارواح پر اسلام اپنی حکومت قائم کرتا جا رہا ہے۔ بالآخر ایک نہ ایک ان تمام کائناتِ انسانی اسلام کے سامنے سرنگوں ہوگی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تبلیغ اسلام کے کام کو زیادہ وسیع کر دیا جائے۔ اور اسلام کی حقائق آموز و بصیرت افروز تعلیم کو اپنوں اور غیروں تک پہنچا دیا جائے۔

مجھے کہنے دیجئے کہ ہماری موجودہ تبلیغ کی ایک آنکھ پھٹی ہوئی ہے یعنی زبانی تبلیغ تو کسی حد تک ہو ہی ہے۔ مگر عملی تبلیغ کہاں ہے؟ یعنی ہم اسلام کو تو دنیا کے سامنے اپنی بساط کے مطابق ضرور پیش کر رہے ہیں۔ مگر خود کیا ہیں اس کا فکر و خیال نہیں عملی تبلیغ کا پتہ نہیں حقیقی تبلیغ تو یہ ہے۔ کہ ہم جہاں اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ وہاں خود بھی اسلام کا عملی نمونہ بن کر دکھادیں۔ کہ کتنا ہی اسلام وہ ہے اور عملی اسلام یہ ہے۔ اگر اس طرح اسلام کی عملی تبلیغ دنیا کے سامنے آجائے۔ تو یقیناً جانے کہ مسلم کی زمین آسمان بن جائے۔ اور وہ بجائے غلام و محکوم ہونے کے حکمران اور خیر الامم ہو۔

یا اللہ! مسلمانوں کو توفیق دے۔ کہ وہ اسلام کا عملی و عملی نمونہ بن جائیں۔ اور دنیا میں تیرے اسلام کا بول بالا ہو۔

بنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی گیارہویں ملاقات

(خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

بنگش: خوش آمدید کلب علی کلبین! یہ آپ کے ساتھ تیسرے نشان بردار کون صاحب ہیں؟
(کیا کلب عباس ہیں؟)

کلب علی: ہاں جب وعدہ ہو گذشتہ محبت میں آپ کے ساتھ کر چکا تھا۔ آپ کی سرکوبی کے لئے ان کو ہمراہ لایا ہوں۔

بنگش:۔ میری سرکوبی کا فکر نہ کیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ سامعین کو اپنے خفیہ عقائد سے باہر کر کے ششدر بنا دیں گے۔

کلب علی:۔ ہرچہ باد آباد۔ اب تیار ہو جاؤ اے کلب عباس علمدار بنگش سے ذرا دوہم تھ کر دو۔
کلب عباس:۔ یا علی مدد سنو بنگش! آج کل کوفتہ اٹھند لکھنؤ میں ہم مومنین نے مدح صحابہ کو اپنی خفیہ طاقت اور نامعلوم طریقہ نفیہ سے ہمیشہ کے لئے بند کرنے کا ہتھیار کر لیا ہے۔ تاہم آپ ہمیں کراست بیت خانہ مرا لے شیخ!

کہ چوں خسراب شود خانہ خدا گردد

اس گئے گذرے اور ہریت آلودہ زمانہ میں بھی ہمارے مذہب کے معجزات تو ملاحظہ کریں کہ کلکتہ سے لیکر پٹنہ و تک تمام بڑے بڑے نامی گرامی اخبار نویس اور ان کے اخبارات مثلاً احسان۔ انقلاب سیاست۔ نفاذ و لاہور کے دیگر روزانہ اخبارات و رسائل اور المجتہد دہلی خلافت ممبئی۔ ہند جدید کلکتہ اسی طرح سے اہلحدیث اور دینہ بجنور و الفقہ امرتسر۔ ترجمان حسر و نوجوان افغان صوبہ پٹنہ اور دیگر علاقہ کے لئے چنان خفہ اند کہ گوئی مردہ اند کا نمونہ بنا دیئے ہیں۔ اب بھی اگر تم نہ مانو تو تمہارے کفر میں کیا شک۔

بنگش: اس بیان اور واقعہ میں اگر آپ کو راست گو نہ کہوں تو واقعی کفران صدق مقال ہوگی۔
(انجم) کو آپ کے علقہ وزیر دولت عباسیہ بغداد کی تعلیمات نے زبان بریدہ قلم شکستہ کے اس کی حیات و ممات کو تقریباً ایک کر دیا ہے۔ اس لئے اس کو قریباً دو سال سے چھوڑ کر

اپنا سنہ موڑ چکا ہوں۔ کیونکہ ہم زندہ ہیں۔ اور زندوں سے رہنا چاہتے ہیں۔ تاوقتیکہ وہاں
پیر و ان سنت اپنی زندگی کا ثبوت دے کر بطریقہ سابقہ اس کو زندہ کر کے اسی حالت پر نہ
لے آئیں جبکہ وہ رسالہ کی صورت میں جلوہ افروز تھا۔ البتہ (مالک زمیندار) نے بھی ایک
نیا زمندانہ مشیہ لکھ کر برہما سے بھیج کر عزم خود اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ بھائی! ان سب کو
صحابہ کی مہمردمی سے دو ٹوٹوں کے حصول اور ممبری کو نسل کی زیادہ ضرورت ہے۔ لہذا
آپ کے معجزات سے انکار نہیں۔

کلب عباس :- چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں آپ کے ساتھ فارسی میں تبادلہ خیالات کروں۔ کیونکہ
اردو زبان نے ہندی کی آمیزش سے ہمارے اطوار اور گفتار کو بہت حد تک قابل نفرت
بنادیا ہے۔ شاید کہ اس طریقہ سے ہمارا اور آپ کا کچھ سمجھوتہ ہو سکے۔
بنگش :- مجھے آپ سے نہیں بلکہ آپ کے غیب سے بیزاری ہے (بفرما ہمیں گوش براوازم)

کلب عباس

اے کہ کلام تو چو گرز گراں	ہر یکے از کلب ز تو سر گراں
ہر مہ از ضرب تو نالاں بخود	مے شمر د خوار مغیلاں بخود

بنگش

چیت گناہم بنما تا کہ من	دامن خود پاک کنم چون سمن
من چہ کنم رافضہ خود منکرند	نام صحابہ بدی مے برزند

کلب عباس

این ہمہ معجون ز اول شدہ	در رگ و دریشہ ماحل شدہ
دادہ سبق پریتاں ہم چنیں	کردہ بہمانوک زباں ہم چنیں

بنگش

جو ہر عقل تو کجا رفتہ است	غور بہ نقل تو کجا رفتہ است
ہیچ شنیدی کہ چہ دادست حق	در حق اصحاب پیمر سبق

کلب عباس

این ہمہ معلوم مگر شاہ دیں	آنکہ امام است بحق الیقین
گفت ز اصحاب کہ آں ہر یکے	رو بقضائے گشتہ مگر اندکے

بنگش

آنکہ ترا بہت امام مبین | حاشاکہ او گفستہ بُود ایں چنیں
اینکہ تو گفستی ز امامِ زمن | گفستہ ہمہ ابنِ سبا اہرمن
کلب عباس

دم صحابہ ہمہ معمولِ ناست | از دل و جاں غنیچہ مقبولِ ناست
جزو بدن گشتہ بایمانِ ما | رفتہ بریں جملہ امانِ ما

بنگش

گفتہ اگر جملہ امان چنیں | باز بہ کفرند ہمہ بالیقین
لیک بریں حیف کہ آن شاہِ دین | نیز بہ زردت بتراست از جنیں
بزدل و نامرد و جنینِ حرم | گفستہ ردِ افض ز علی یک قلم
چوں نشدہ او ز زبانتِ بری | پس چہ اگر نام صحابہ بری
اونشدہ چوں ز زبانتِ خلاص | پس بہ صحابہ چہ بود اختصا
گر تو چنیں پیش کنی صد حدیث | بانگِ سگان است و صلائے خبیث

کلب عباس

ابنِ چہ کشیدی تو نوایِ نومی | دشنہ زدی بردلِ مالے غومی
باردگر ہوش کہ ما اکمنہ | لبِ نکشتائی بہ چنیں شنشہ

بنگش

جلد دوم میں زحیات اندرو | تا چہ شدہ طعن و شامت برو
ابنِ ہمہ از تو ست کہ گفتم بتو | سُننہ گہرِ ہاست کہ سَفتم بتو
کلب عباس

لعنِ خدا باد بریں قولِ شان | لرزہ بجائیم شدہ از ہیلِ شان
ابنِ چہ براز است وجہِ اسما را | کردہ پراگندہ باقطارِ پا

سلسلہ اشارہ ہے کہ شیوں کی اس روایت کی طرف سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ کلمات منسوب کئے گئے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے حضرت علیؑ کو کہا مانند جنینِ دیہر وہ ہم پردہ نشین شدہ و شلِ خائنانِ گریختہ درخانہ نشین شدہ الخ (لاحظہ ہو جلالہ ایون وغیرہ کتب شیعہ)

بنگش

لعن صحابه مہنگی قول تو | کاش براں نیز بدے ہول تو
آنچہ مجید شدہ دلِ حزیں | نیز باصحاب شدے ہم چنیں

کلب عباس

باز ز اصحاب چہ گوئی بمن | خنک فلک تاز چہ پوئی بمن
آنکہ دلم کرد رحمت عجیب | نذر علی کردم و میسم بریں

بنگش

نام صحابه چو برزنت بہ سبب | گاہ نشد قلب تو حجت طلب
بلکہ بر اصحاب چو گویند بد | از تو بود طعن برو یک بصد

کلب عباس

گر ہمہ اصحاب بہ جنت برند | یا بجا حین کراست پرند
ما ہمہ بنیز از جنت شویم | خواہ ہمہ ملحون ز رحمت شویم

بنگش

آنچہ کہ من خواستم آن حل شدہ | جلد بریں قول تو فیصل شدہ
آیت قرآن کہ استداست او | نفس مرادش کہ ہوا است او
گشتہ ہمہ منطبق حال تو | خود شدہ مسلم ز اقوال تو
غیظ صحابه کہ تو داری برد | خود تو بہ بی گفستہ باری برد
تو بہ ازین قول کفر خیز خود | تا بجا راندہ شد بدیز خود
شوخی تنقیص صحابه ترا | برد ز کعبہ بہ خرابہ ترا
جند صحابه مہنگی نیک و بر | گر تو بقرآن فگنی یک نظر
حزب صحابه ہمہ خیرند و نیک | حیف یقینت بخدانیت لیک
بعد ازین ماند چہ کارم بتو ! | یا چہ کنم یا چہ نگارم بتو
رو بدگر سو کہ ترا بار نیست | ہنچو تو کذاب و متمکار نیست

کاش کند جذبہ دینش ترا !

واکندت گوشت بہ بنگش ترا !

مولانا نے روم ہائری کی طرف سے فرماتے ہیں کہ -

من بہر جمعیت نالان شدم !!

جنت خوشحالاں و بدحالاں شدم

یعنی کہ میرا آواز خوش حال بد حال ہر ایک کے حسب حال ہے جس اسی طرح راقم اشم کے سندرجہ بالا سوال و جواب فارسی دان اصحاب کے لئے موجب بشارت بھی ہے۔ اور ندامت بھی۔ مثنوی شیعہ اپنے مرغوبات کے مطابق خوش بھی ہو سکتے ہیں اور جہیں بہ جہیں لیکن عام ناظرین کیلئے ضروری ہے کہ ان کا خلاصہ اختصار کے ساتھ گوش گزار کروں۔ کاتب عباس کو شکوہ ہے کہ آپ درست زبان استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک شیعہ کی نظر میں آپ ایک کانٹے کی طرح لگتے ہیں۔ بنگش کہتا ہے کہ مجھے اپنے تصور کا علم نہیں۔ سچائے اس کے کہ اصحاب نبی کریم کی برائی کرنے والوں کا رد کرنا مثلاً بعض دفعہ آپ کی گفگیوں کو آپ کے ہی سر پر بھینک دیتا ہوں۔

کلب عباس۔ اصحابوں کو گالیاں دینا مہارگی رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہے۔ جو استاد اول کے حسب تعلیم اباد اجداد سے ہم پر تعلیم کئے جاتے ہیں۔

بنگش۔ آخر قرآن مجید کا بھی کچھ لحاظ ہے جو اصحاب رسول کی کس شان کے ساتھ تشریف فرما رہا ہے۔

کلب عباس۔ اب کچھ معلوم ہو گیا۔ مگر ہمارے امام اول نے فرمایا ہے کہ محدودے چند اصحاب کے سوا سب کے سب اسلام سے روگرداں ہو گئے تھے۔

بنگش۔ ممکن نہیں کہ علی جیسے بزرگوار دین نے ایسا بیان فرمایا ہو۔ یہ تو عبداللہ ابن سبا یہودی منافق کے کفریات ہیں۔

کلب عباس۔ وحقیقت اصحاب پیغمبر کی بدگوئی اب ہم سے جاتی نہیں۔ بلکہ یہی ہمارے اماموں کا بھی بند بنگش۔ اگر تمہارے اماموں کا یہی مذہب ہے کہ اصحاب رسول اللہ کو گالیاں دیا کرو۔ اور ان کو برا سمجھو تو پھر ان کے کفر میں کیا شک لیکن تعجب تو یہ ہے کہ حضرت علی بھی تمہارے طعن سے نہ بچ سکے۔ ان کو بھی بزدل نام و اہل مال کے پیٹ میں جنین بیٹے کی مانند بتاتے ہو جب وہ بھی نہ بچ سکے تو پھر تم سے کیا لگے۔

کلب عباس۔ یہ تم نے کیا نئی بات نکالی۔ خیال رکھو کہ آئندہ ایسی بات نہ کہنا۔

بنگش۔ تم اپنی کتاب حیات القلوب جلد دوم کو نو دیکھو۔ اسی طرح سے تمہارے منہ سے نکلی ہوئی بولی

جس کو میں دہرار باہوں۔

کلب عباس - جنت ہو خدا کی یہ کیا گنہ گری ہے جس کے سننے سے مجھ پر کشتہ موت طاری ہو ا۔
بنگش - کیا اصحاب جان نثار رسول اللہ پیچی آپ کو کبھی کوئی رنج پہنچا۔ کاش کہ ان کے واسطے بھی کم از کم آپ کے دل میں کچھ درد ہوتا۔

کلب عباس - اصحاب کے ذکر کو چھوڑو۔ میرے جسم میں ایک ہی دل ہے۔ جس کو میں علی کی نذر کر چکا ہوں
بنگش - یہ ناحق شناس جب کبھی یاران اور خادمان رسول خدا کا ذکر بُرے پیرایہ میں تمہارے سامنے کیا جاتا ہے تو کبھی کوئی محفل دلیل کا مطالبہ آپ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی ہاں میں ہاں ملائے ہوئے کئی گنا زیادہ آپ بدزبانی پر اتر آتے ہیں۔

کلب عباس - اگر تمام اصحاب رسول کو جنت میں جانے کا پروانہ ملے۔ یا کرامت کے پروں سے اڑ کر داخل جنت ہوں تو بھی ہم اس جنت سے بیزار ہیں۔ چاہے ہم راندہ بارگاہ الہی کیوں نہ بنیں۔

بنگش - جو کچھ میں چاہتا تھا۔ وہ حاصل ہوا۔ بلکہ آپ نے خود اس کا فیصلہ کر دیا۔ کیا تم کو علم نہیں کہ خدا کے فرمان کے بموجب آپ کفر کے گٹھے میں گر گئے۔ توبہ کرو۔ کہ اصحاب محمد رسول اللہ کی بغض و عداوت نے تم کو کعبہ سے روگردان کر کے کفر کے خرابہ میں پہنچا دیا۔ کیا آپ نے نہیں پڑھا۔ خدا متعالیٰ انہی اصحاب محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ فرماتا ہے۔ اس میں سے دو جملے قابل غور ہیں۔ مولا کی

خاطر در اسنو تہی۔

اشد الح علی الکفار

لیغیظ بہم الکفار

اول میں تشریف بیان فرمائی اصحاب رسول اللہ کی کہ کافروں پر سخت اور شدید ہیں۔ اب آپ اپنے امام اول پر صحابہ کی سختی بیان کرتے ہیں لہذا انصاف کیجئے کہ آپ کے مرنومہ امام اول قرآن کے فتویٰ کے مطابق کیا ہوئے۔ اب رہا لیغیظ بہم الکفار جس کے آپ اور آپ کے ہم مذہب زندہ نمونے خود ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کو صحابہ کے ذکر سے غیظ لاحق ہوتا ہے۔ اور آپ ہی ان کے نام سننے سے غمگین اور افریقہ ہوتے ہیں۔ خدا سچا اور اس کا فرمان سچا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ایسے پاک اور بے نظیر انسانوں کے ساتھ آپ لوگوں کی دشمنی جنہوں نے رسول خدا کی ہر حالت میں مدد کی۔ ان کیساتھ وطن چھوڑ کر ہجرت کی۔ اپنا مال لٹایا۔ جان قربان کی۔ دین خدا کو مشرق مغرب میں پھیلایا جن سے نصاریٰ خفاہودی ناراض تمام کفار ان کے دشمن ہیں ان سب سے زیادہ تم دشمن بدگو۔ لہذا

رو۔ گر سو کہ ترا بار نیست ہم جو تو کذاب و ستمکار نیست

بنگش کیا اور اسکی کشش کیا۔

کلب عباس۔ آپ نے اصحاب کا جس شان و شوکت سے تذکرہ کیا ان کے متعلق پھر کسی وقت انہماکیا لات کروں گا۔ فی الحال قاضی نور اللہ شوستری مدفون اگرہ نے جو کچھ آپ کے امام الافضالین یا بر غار کے متعلق اطہار و واقفہ فرما گیا ہے۔ اجازت ہو تو پیش خدمت کردہ بنگش۔ اجازت کھلے دل سے اجازت مگر شوستری کے بعد بنگشی کا جواب بھی ٹھنڈے دل سے ملاحظہ ہو۔ اگرچہ شوستری کا خود ساختہ اور افترا اور بنگشی کا حرف بحرف مطابق کتب رافضہ ہے۔ پھر ایمان سے کہنا کہ کون منافق اور کون مومن۔

از شوستری

کلب عباس

بس کن حدیث غار کہ عار است نزد عقل اس محزن و بقیارٹی شیخ محرم

میرمن اکل امام کہ فرمائش برودہ مار من این امام مار گزیدہ کجا برم

مجالس المؤمنین ص ۲۸۹

بنگش

بنگش

تا بر زخیر خویش شوی غرق در ندم
بعد از بنی ندیدہ رخ فتح صبحم
خود بندہ در مصائب رنج و بلائے غم
غافل ز دشت کربلا ساقی کوثرم
یا کسف بجنگ صفینش چون بگرم
این طرف میں تما شہ فلاح خیرم
آں حضرت خلیفہ ثانی اکبرم
درس چہ عبرتست بجان پیغم
روزی دہ خلافتی و خود رفتہ در عدم
من این امام نبلی تقیہ کجا برم !!
چوں ایلیائی شیعہ بعد جلوہ منتقم

ہاں گوش کن جواب تو امی رافضی مر
بس کن شائے شوکت مولائے رافضہ
از بہر رافضہ شدہ حلال شکلات
باران و ابر زرقضائش و لیک حیف
با ذوالفقار و دلدل و بابطش حیدی
مخلوب را بہ نصرت عالم چہ واسطہ
لکش گرفت و دخت بروز از چندی اسد
شیریش را بین و بیل بزمیشن بی
ہیسات بر ربوبیت یکبریاکش
میرمن آں امام کہ فرمائش برودہ نیل
از فرش تا بعرش ندیدست بنگشی

ص۔ مزد فاح ممالک مصر و عجم فاروق اعظم باقی دریائے نیل کی فرمانبرداری کا واقعہ مفصل تاریخ و قعدی میں درج ہے۔ چو چاہیں کس میں ملاحظہ کر لیں۔ فقط

فرائیں مکتب قرآن قادیان مدوح رحمان ثلوثی منافق کا قول درست یا مستحب
 منافقان مفسر قول امامان بنگشی صادق کا مستحب صدر بیان صحیح اور درست؟
کلب عباس۔ مجبور ہوں کہ آپ کو ایک ایسے نعرہ حیدری سے راہِ راست پر لاؤں کہ جس کو
 سنتے ہی آپ کو یارائے دمزدن نہ ہو سکے۔
بنگش۔ دیکھ! انوار سہیلی کے گدھے کی طرح غلطی نہ کرنا جس کے لئے اُس کی اپنی صدا و بال
 جان ثابت ہوئی۔

کلب عباس :- وہ کیسا؟
بنگش۔ کہتے ہیں کہ ایک گدھے اور اونٹ کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک روز چپے چپے کر
 جنگل میں نکلے جو درحقیقت شیر اور چیتوں کا بن تھا۔ گدھے نے کہا یار کس مر غرار کی
 آب و ہوا ہم کو بہت راست اور دلپند آئی ہے۔ میں کچھ گانا چاہتا ہوں۔ اونٹ نے
 جواب دیا۔ خبردار مٹھ نہ کھولنا چیکے سے اس ہلاکت خیز جنگل سے جس میں شیروں کا
 مسکن ہے۔ نکلنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی آواز سن کر ہم پر ٹوٹ پڑیں۔ پھر نہ جائے مائد
 ہوگا اور نہ پائے رفتن۔ گدھے نے دوبارہ کہا۔ اے یار وفادار۔ میں فرط مسرت سے بے اختیار
 ہو چکا ہوں۔ نغمہ سرائی کے لئے بے قرار ہوں۔ اونٹ نے ہرچہ شیخ عبد العلی
 ہروی کی طرح پسند اور مواعظ حسنہ کے دریا بہائے مگر گدھے کے کان پر پریشہ
 کے برابر بھی اثر نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک چارپایہ فٹ گہرا دریا سامنے آیا جس میں
 تیر کر پار جانا گدھے کے لئے ناممکن تھا۔ اونٹ نے حق دوستی و رفاقت کو مد نظر رکھ کر گدھے
 کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے دریا سے پار کر دیا۔ اس سے گدھے کی مسرت میں اضافہ ہو گیا
 اور اُس نے بغیر ہر ہر ایک ایسا دلڑا نعرہ لگایا۔ جس کی تحریف کے لئے قرآن مجید کا
 (انکر الاصوات) ہی کافی ہے۔ ابھی اُس کا گانا ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ چاروں طرف
 سے شیر جنگل میں گر جنے لگے۔ اس بجا نغمہ سرائی کا ہلاکت خیز نتیجہ جب اونٹ
 نے دیکھا تو کہنے لگا۔ اے میرے پیارے دوست تیری سُر ملی آواز نے میرے دل
 کو بے قابو کر دیا۔ دیکھ اب میں مست قلندر کی طرح ناچنا چاہتا ہوں۔ گدھے نے کہا
 کہ دُعا بیٹھ تو سہی کہ میں اُتر پڑوں۔ اونٹ نے کہا کہ اب سوالی و جواب کا موقع نہیں
 مست قلندر مست قلندر کہتا تھا ایک دو بلبل لمبی چھ لائیں لگا کر گدھے کو سر کے بل گر دیا

جس سے اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور پھر اٹھنے کے لائق نہ رہا۔ بلکہ عدم آباد کو چل بسا۔
 کلب عباس۔ چاہے آپ خوش ہوں یا ناخوش۔ میں خُم شوشتری سے ایک گھونٹ اور آپ کو
 پلانا چاہتا ہوں۔

بنگش۔ ساتھ ہی بنگشی کا بھی ماحضر غریبا نہ پیش ہوگا۔ (جواب ترکی بہ ترکی م)
 کلب عباس (شوشتری)

بیمرحنت کہ مینا و جفا از پیشِ اوست + قتلِ مظلومان و شفتِ کربلا از پیشِ اوست مجلسِ المؤمنین
 بنگش (بنگشی)

بل برو لعت کہ تاسیس دعا از پیشِ اوست از تقیہ خفیہ ندیس دعا از پیشِ اوست
 کلب عباس۔ یہ کیا؟ بنگش۔ وہ کیا؟

کلب عباس۔ ہم تو عمر ابن سعد پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جو کربلا میں فوج یزید کا سپہ سالار تھا۔
 بنگش۔ تف۔ لعنت ہو جو جوٹے دعا بازوں پر کس طرح رنگ رنگ فریبوں سے سادہ لوح مسلمانوں
 کو اپنے دام فریب میں پھنسا رہے ہیں۔ پنجاب و حصر کے دیہانوں میں آلِ ابوطالب گربہ
 مسکین بن کر نہایت مصیبتانہ لہجہ میں واقعاتِ کربلا کے ذیل میں امامِ اعلیٰ فاروقِ اعظم پر
 عمر کے نام سے تبرا بھیج رہے ہیں۔ لپس سن لے سادہ لوح دہقان۔
 از حیلہ ہائے گربہ زاہد مرو ز راہ

اے کلب خوش خرام کجائے رومی چنیں

عمر بن سعد مذکور توشیحہ تھا۔ کیا گذشتہ اشاعت میں فرمودہ حسین رضی اللہ عنہ تمہارے ملاحظہ
 سے نہیں گذرا۔ جو فرمایا گیا ہے۔ قَدْ خَذَلْنَا شِيعَةَ نَا۔ یعنی کہ ہمکو اپنے شیعوں نے تباہ کیا۔ پھر کیا
 یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تم جیسے مکار شدید معلمِ دیومرید اپنے ہی شیعوں پر لعنت بھیج کر ہماری آفرین کے
 مستحق بنو گے۔ نہیں یہ سب منافقت اور دجالی ہے۔ دیکھئے تمہاری اسی بدترین کتاب مجلسِ المؤمنین
 کے صفحہ پر اسی عدو اللہ نور اللہ نے کیا ہرزہ سرائی کی ہے۔

اول شہیدہ کہ در ملتِ محمدی عیہ و آلہ شرافت التحیات بظہورِ سید شہید عمر بن الخطاب
 علیہ اللعنة والاذاب بود۔

مکار ذریعہ ابن سبا! اب بھی اگر کچھ حیلہ تراشی باقی ہوتا تو بولو۔

کلب عباس۔ پھر تم نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہمارے مولا پر صاف لفظوں میں لعنت کیا چو

تمہارے شر سے ظاہر ہے۔

بنگش۔ بخدائے لایزال۔ اگر ہمارا مذہب مانع نہ ہوتا۔ اور ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے
 سبطین یعنی حسن حسین رضی اللہ عنہما کی جلالت، شان و شریعت کے قائل نہ ہوتے۔ اور ان
 تمام ائمہ طہ سے جو زبان زد شیعہ شنیہ ہیں۔ ان کو بری نہ سمجھتے۔ پھر آپ دیکھتے کہ وہ سولہ
 درجن رنگ رنگ، گالیاں جو ایک دوسرے کے مشابہ نہیں جن کو کتب رافضہ سے بیع کر کے
 ایک رسالہ موسوم بہ شنشذہ رافضہ مرتب اور منون کر چکے ہوں۔ ان سب کو
 تمہارے نام تھا و اما موں کی طرف راجع کر کے سرمہ چشم رافضہ بناتے۔
 میں نے جہاں بھی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ عبداللہ ابن سبا بھی
 کے متعلق کہا ہے۔

کلب عباس۔ ہم تو تقیہ کو اپنے مولا مشککشا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پھر آپ کی عائد کردہ
 لعنت تو اسی پر ہوئی۔

بنگش۔ واہ شریعت مرتضیٰ کے حامیو! واہ اس کی مشکل کشائی کا جھنڈا اٹھا کر لامکان تک
 پہنچانے والو! اس تقیہ کی نسبت دینے سے اس کو مخم نے کیا بنا دیا۔ یا بہ آن شورا
 شوری یا بایں بے نمکی۔ دل تو چاہتا ہے کہ اس فرضی مشککشا اور اس کی مشککشا کی
 جملہ مواقع کے فوٹوؤں کو آٹا کر ناظرین کے سامنے لکھوں۔ مگر یہ امر تو سب پر واضح ہے۔ کہ
 زیر بحث مضمون کو کسی طرح سے بھی اس امر کے لئے وقف نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ
 مشککشا کی بے سرو پا روایات اور ان کے عجائبات کی داستان جبکہ بحار الانوار حیات
 القلوب کے ۲۷-۲۸ جلدوں میں بھی نہ سما سکی۔ تو پھر سس الاسلام کے محد وادوارق
 کس طرح بھل ہو سکتے ہیں۔ لہذا میں اپنی کتاب **محد عجائب** میں سے اپنی افغانی
 بالری میں سنہری راگ کے چٹ رشت مشککشا کی نمونے پیش کرتا ہوں۔ شاید کہ اس سے
 عبرت حاصل ہو کر آپ کے لئے ہائیت کا سبب بن سکے۔ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
 کی توہین اور ان کی طرف غلط الزام لگانے اور ان کو تقیہ باز قرار دینے سے توبہ کرو۔

۵

اسد ہونام مولا کا تقیہ شیوہ ہو اس کا
 ملقب شیر زیداں ہو بزرگوں سے ترساں ہو
 بسالت ہو تو ایسی ہو آٹا ہا اُمو ہو ہو
 جسارت ہو تو ایسی ہو آٹا ہا اُمو ہو ہو

نیابت ہو تو ایسی ہو آگاہا آہو ہو
شجاعت ہو تو ایسی ہو آگاہا آہو ہو
خلافت ہو تو ایسی ہو آگاہا آہو ہو
عدالت ہو تو ایسی ہو آگاہا آہو ہو

نہ اجرا ہو شریعت کا نہ احکام رسالت کا
نہ قرآن کی اشاعت ہو نہ حق گوئی کی طاقت ہو
نہ رو دولت کے رشیدی حکومت کے تمنائی
بجرم قتل بیضہ قلم ہو چور کا خبہ

یہ ہے سلطانِ دین ان کا امیر المؤمنین ان کا

امامت ہو تو ایسی ہو آگاہا آہو ہو

نوٹ :- یہ جملہ اٹھارہ ابیات کا ایک قصیدہ ہے جس میں سے پہلی سات عدد وسطے ضیافت
طبع اپنے جدید دوست کلب عباس کے پیش کر کے آپ صاحبان کو رخصت کرتا ہوں۔ باقی
متبادلہ خیالات آئندہ صحبت پر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مُعِیْنُ الْأَطِبَّاءِ

ہمارے دوست حکیم محمد یار صاحب لایا نوی اپنی مائے ناز تصنیف عجباتِ سلطانی کی وجہ سے
اطباء کے حلقہ میں کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اسٹاذِ اطباء حکیم مفتی سلیم اللہ خان صاحب موم لاہوری کے بہ
ممتاز و نامور شاگرد اپنی خدا داد قابلیت کی بنا پر فنِ طب کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے
مُعِیْنُ الْأَطِبَّاءِ کے نام سے ایک رسالہ جاری کر کے طبی دنیا پر نیرید احسان کیا ہے۔ معینِ اطباء میں طبی مضامین
اور طب کے متعلق تحقیقات جدیدہ درج ہوتی ہیں۔ خواہشمند حضرات فیچر سالہ مُعِیْنُ الْأَطِبَّاءِ للیانی ضلع شاہ پور
(پنجاب) کو ڈیڑھ روپیہ (عمر) سالانہ چندہ پیشگی ادھر کر کے اپنے نام جاری کرالیں : (نائب مدیر)

خر الانصار کا عظیم الشان سالانہ جلسہ امسال

۲۱، ۲۲، ۲۳ ذوالحجہ مطابق ۵، ۶، ۷ مارچ موافق ۱۳۵۲

مقام: جامع مسجد بھبیہ
۲۵، ۲۶ بھگان بڑا جمعہ ہفت روزہ الوار منعقد ہوگا : فیچر

خاکساری فتنہ

دعویٰ حاضرہ کے مجاہد اعظم عنایت اللہ خان مشرقی نے مسلمانوں کو سیزدہ صد سالہ اسلامی تعلیم سے روگرداں کرنے اور ان کا سر دہریت و الحاد کی چوکھٹ پر جھکانے کے لئے جس نظم تحریک آغاز کیا ہے۔ اسکی خطرناک نوعیت کا علم اور اس فتنہ کی تباہ کاریوں کا احساس ابھی تک کماحقہً اکابر ملت کو نہیں ہوا۔ پیرزادہ مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی امیر سرائے نے اس سلسلے میں سالہ خاکساری فتنہ کی تالیف سے پیش بہادری سے اسلام انجام دی ہے۔ رسالہ مذکور بقیت ۱۴۱۱ھ سید عبدالحمید شاہ صاحب گلوالی روانہ امیر کے پتہ سے بل سکتا ہے۔ شہس الاسلام کا اجرا بھی جدید فن کی سرکوبی کے لئے عمل میں آیا تھا۔ لہذا رسالہ مذکور کے اقتباسات حشریہ ہائیں درج کر کے قارئین کو اس فتنہ کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ مجاہد مشرقی نے اسلامی اصطلاحات کو باقی رکھتے ہوئے ان کے معانی ایسے بیان کئے ہیں کہ سادہ لوح انسان فوراً دہوکہ کھاتا ہے۔ اسلام۔ ایمان۔ اعمال صالحہ۔ صلوٰۃ وغیرہ کا جو مفہوم شریعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے بیان کیا ہے۔ اس کو غلط قرار دے کر کفر کا نام اسلام اور اسلام کا نام کفر رکھ دیا، نیزہ سو سال ملے اسلام نے دہریت و الحاد کے قلعہ پر گولہ باریاں کی۔ گمراہی مجاہد مشرقی قرآن کی تفسیر کے پردہ میں دہریت و الحاد کی تنظیم کر کے اسلام پر حملہ آور ہے۔ اسلام کی حفاظت کا مقدس فریضہ انجام دینے کے لئے مسلمانے اسلام کو تندہی سے مصروف عمل ہونا چاہیے۔ (مدیر)

ابھی خیر! دورِ فتنہ آخر نماں آیا!

بے ایمان و دیں سالم کہ وقت امتحان آیا!

معاذ منافقوں نے اسلام کی تحریک کے لئے اہل حق کو بچا دکھانے کے لئے ہمیشہ انتہائی سختی و مصائب کی آڑ لی۔ عبداللہ ابن ابی سے لیکر مرزا قادیانی تک نہ معلوم کس قدر غارتگرانِ دین و ایمان اور کتنے مجھوٹے مدعیانِ اصلاح و خدمت ہو گئے ہیں جنہوں نے اَسْمَاءُ لِلّٰہ کہنے کے باوجود قرآن مجید کی روح کو فاساد کرنے، ایمان کی ماہیت کو بدلنے اور اسلام کی حقیقت کو سرخ کرنے کے لئے تمام منافقانہ حربے اختیار کئے لیکن خدا نے علیم وخبیر نے اَلَا اَنْصُرُھُمْ الْمُضِلّٰیْنَ اور دَحَّابِیْنَ بِمُؤْمِنِیْنَ فرما کر اپنے بندوں کو ہمیشہ کے لئے حقیقت سبھا دی کہ اسلام کیلئے

درومندی اور مسلمانوں کی خیر سگالی کا ہر مدعی اصلاح و خدمت کا ہر دعویٰ قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ ان کی زبان پر ایمان و اصلاح کے الفاظ جاری ہیں۔ لیکن ان کے قلوب کفر و تخریب کی بجائے ملوٹ ہیں۔ ان کا ضرر کفارِ قدیم سے اشد ہے۔ اور ان کا ایمان و اسلام دھوکے اور فریبِ بدیع اور مکر کی ٹیٹی کے سوا کوئی نام نہیں پاسکتا۔

مشرقی فتنہ

پہلے فتنہ کیا کم تھے۔ کہ ہماری بڑھتی ہوئی مغربی تہذیب کی گودیں پرورش پلنے والے ایک اور شخص (سناٹ اللہ مشرقی) آج اپنے روحانی پیشروؤں کے بت پرستی میں منافقانہ کیل کانٹے سے مسلح ہو کر اسلام کے حصن حصین پر حملہ کرنے کو اٹھ اٹھے۔ وہ اگر ایک طرف تمام صلحاء اُمت اور فرزندانِ توحید کو قلمی ایک جنبش اور زبان کی ایک حرکت سے منافق، مشرک، کافر، مکار فریبی، ریاکار، بد معاش اور جھوٹی کہنے اور لکھنے کے باوجود روشن ضمیری اور اصلاح و خدمت کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو دوسری جانب ان تمام قوموں کو جن کا شرابی، زانی، استبداد پسند، عیاش، نفس پرست، دشمنِ قرآن و اسلام، مشرک، دہریہ، منکرِ یومِ جزا، شرم و حیا اور اخلاقِ فاضلہ سے غاری اور علمبردارِ فحش و منکرات ہونا ایک ناقابلِ انکار اور کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ان کے ہاں مادی حکومت یا مادی دولت کے خزانے موجود ہیں۔ نہایت شوخ چٹمی اور دیدہ لیری سے سچے مومن حقیقی مسلمان، عامل، صالح، منفع، شفیق، اولیاء اللہ، مسجود الملائکہ، خلیفہ اللہ فی الارض ناجی۔ اور جنت کے وارث قرار دے کر اپنے ایمان و اسلام کی حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے۔ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر، تقویٰ کو بد معاشی اور بد معاشی کو تقویٰ کہہ کر اپنی عاقبت کو برباد کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ اس شخص کے یہ ناپاک اور گندے عقیدے اگر اس کی ذات تک محدود ہوتے تو ان کو چنداں قابلِ اعتناء تصور نہ کیا جاتا۔ لیکن اب جبکہ اس نے تحریکِ خاکساروں کے پردہ میں اپنے مقاصدِ مشنومہ کی تکمیل کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کے سنارِ ایمان پر پئے درپئے ڈاکے ڈالنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ہم میں نے ضرور سمجھا۔ کہ چودھویں صدی کے اس عبد اللہ ابنِ ابی کی منافقت اور اس کے دعویٰ ایمان و اسلام کی حقیقت سے ناواقف، اور بھولے بھالے مسلمانوں کو آگاہ کر کے ان سے درخواست کروں کہ بھائیو! اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے ایمان کو بچاؤ۔ اور اس جدید فتنہ سے بھونکے انداد کے لئے حسب استطاعت کام کر کے اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور بخرو بنو!

مشرقی کی بدی لا مذہبی اور اسلام دشمنی کے چند نمونے

اسی راہ کا نام لا مذہبی ہے
نہ الا الذی ہے نہ الا الذی ہے

عنایت اللہ مشرقی کی تحریرات میں خرافات، ہدیانات، اور کفریات کا بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ میں اختصار کو مدنظر رکھ کر صرف چند نمونے اس رسالہ میں پیش کرتا ہوں۔ اس کے سارے کفریات کی تردید کے لئے ایک بہت بڑی کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اس وقت صرف اس کے عقائد و خرافات کی مختصر فہرست پیش کرنا مقصود ہے۔ سارے عقائد پر تبصرہ کی اس چھوٹے سے رسالہ میں گنجائش نہیں ہے۔ البتہ کہیں کہیں مختصر تردیدی نوٹ حاشیہ پر میں نے لکھ دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس ناچیز خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس ملعون فتنہ سے محفوظ رکھے (امین)

دہریت کی غم پسید

مشرقی مذکور اگرچہ بظاہر خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہے لیکن میری دانست میں وہ دہرودہ دہریت کی مخمری کر رہا ہے۔ اس کی منقولہ ذیل تحریروں کو پڑھ کر بتائیے کہ اس سے جو کچھ میں نے سمجھا ہے صحیح ہے یا غلط۔ مشرقی لکھتا ہے:-

”تعجب ہے کہ مذہب کی طرف اس عام میلان کے باوجود ابتدائے آفرینش سے آج تک قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ کونسا شارع کائنات کے منشاء کے عین مطابق ہے مذہب کی سچائی کا معیار کیا ہے۔ نہیں بلکہ خود مذہب کیا ہے۔ اور اس کا مقصد و بالذات بعینہ کیا ہے۔ خود خدا کی ہستی اور اس کے صحیح منشاء کے متعلق آج تک کوئی حتمی اور متفق علیہ دلیل نہیں مل سکی مینہائے حیات کا عظیم بالکل ناتواں کر دہ پڑا ہے۔ موت کا حجاب اکبر ارب در ارب انسانوں کی موت کے باوجود قطعاً ناقابل درک ہے۔“ (مذکرہ حصہ اردو)

(کے دیباچہ کا ص ۷)

قرآن حکیم کی فصاحت اور ادبیت کا استخفاف

”اگر فائزہ جشم سورۃ مثلاً صفاتیات سے صاحب القرآن کی مراد فی الحقیقت یہی تھی کہ جبستہ الفاظ اور حُسن بندشوں یا قوافی اور استعاروں کی مناسبت میں اس کا ادبی مقابلہ کیا جائے۔ اور دین اسلام کو کسی اجل زدہ امت کے نحوست عربی کا اکھاڑہ بنا کر خلائے زمین و آسمان کے ذوقِ سلیم کی داد (ایجاد بالذم) دلوائی جائے

تو آج میلہ کذاب کا افترا کیا ہوا قرآن بھی جس کی چند پریشان آیتیں کہیں کہیں ملتی ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہوئے قرآن سے کسی ایسے میں کم نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اس مغتری علی اللہ کی سحر جانی نے بھی آخر انہی عرب قبائل کی ایک تعداد کثیر کو عین صدی اسلام میں برسوں تک دم بخود کر رکھا تھا۔ جو خوش اعتقاد مسلمانوں کے قول کے مطابق اس سے پیشتر قرآن کی ادبی خوبیوں پر مرٹے تھے۔ قرآن اگر آج زمین کے طول و عرض میں پھیل کر ساکنانِ عالم کے لئے شعلہ نور و ہدایت بن گیا ہے۔ اور میلہ کا تمام فاطلٹ کر پیوند زمین بن چکا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ قرآن کی زبان علم ادب کے ان کسی قواعد کی رسی سے بہتر ہے۔ جن کو خود انسان ہی نے وضع کیا۔ (تذکرہ حصہ اردو مقدمہ کے حوالہ کا حاشیہ)

”یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ ایک قرآنی سورت جیسی فصیح و بلیغ تصنیف نہیں پیدا کی جاسکتی“ ناروا ہے۔ فصاحت پرستی صحیح مسنوں میں از سر نو شروع ہوگئی۔ قرآن ہی سے ثابت کرنے کی ناروا کوشش کیگئی۔ کہ انسانوں اور جنوں کا متفق گروہ بھی اس کی ”ایک سورت جیسی فصیح و بلیغ تصنیف پیدا کرنے سے متعذربے۔“ (تذکرہ حصہ اردو۔ مقدمہ ص ۷)

ایمانِ اسلام و ولایتِ توحید۔ شرک اور کفر کا مشرقی تحسین

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
چو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

”قرآن میں ایمان سے مراد ہر جگہ اعمال ہیں۔“ جہاں جہاں قرآنی آیات میں لفظ ایمان آئیگا۔ وہاں مراد یہی اعمال لینے چاہئیں۔ (تذکرہ حصہ اردو۔ مقدمہ کے ص ۱۸ کا حاشیہ)

”جو عامل ہے اس کو کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔“ اس مختصر فائدہ کتاب (تذکرہ کے اندر حق الایمان) کی بد معاشی کو چڑ سے اٹھیر دیا ہے۔ (الی قول) بے خوف و خطر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ اسلام ”عل“ اور صرف ”عل“ ہے۔ جو عامل ہے اس کا عقیدہ بھی درست ہے۔ نہیں بلکہ اس کو کسی عقیدے یا ربانی قول کی ضرورت ہی نہیں۔ (تذکرہ حصہ اردو و بیجاچہ کا ص ۸۹)

”مشرقی! ہوش کی دوا کرو۔ عمل تو عقیدہ کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ عقیدہ اور خیال ہی عمل کا محرک ہوتا ہے۔ صاف کیٹیں نہیں کہتے کہ اسلامی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔“ باقی رہ قول یعنی اقرا باللسان۔ سو اس کی ضرورت سے انکار بھی نہیں زیبا نہیں دیتا۔ تم نے اپنے طریقِ خاکسار بننے کی شرائط کے ساتھ غیر قوم کا شخص خاکسار کیونکر بن سکتا ہے؟ کے زیر عنوان لکھا ہے۔

(بقیہ حاشیہ بر ص ۳)

”بِت پرستی کا اعتقاد بُت پرستی نہیں“۔ اس کثرت زارسی و عمل کے اندر نہ اعتقادی
بِت پرستی کوئی بُت پرستی ہے۔ نہ قولی خدا پرستی کو عبودیت کہہ سکتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ اول و دوم دیاچہ کا ضلع)
”اسلام صرف نظم و نسق وغیرہ کا نام ہے“

(یعنی) اسلام صرف نظم و نسق اور سعی و کوشش اور
عمل اور قوت اور اتحاد اور غلبہ و اکمل اور طلب بقا
کا نام ہے۔ بلکہ یہی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور
اسلام ان چیزوں کے سوا اور کچھ نہیں بلکہ پورا اسلام
یہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور نہ وہ اسلام ہے۔
جو تمہارے جاہل علماء کہتے ہیں۔ (تذکرہ عربی ص ۱۳۱)

الاسلام هو النظام والنسق والجد
الجهد والسعي والعمل والقوة والاتحاد
والخبرة والامن والاستقبال من الله بل
هو في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة
دائما وهذه بل كمال هذه لا بشئ من دون
ذلك ولا ما يحجب علماء الجاهلون (تذکرہ
حصہ عربی ص ۱۳۱)

”کفر صرف عملی ہے قولی نہیں“

۱۔ اِنما الکفر هو الاعمال - ۲۔ یعنی، کفر صرف اعمال میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۱) ۱۔ اِنما کفر صرف عملی ہے۔ ۲۔ یعنی، کفر صرف اعمال میں ہے۔ ۳۔ روز آخرت پر یقین رکھنے کا عام
مجمع میں اقرار کرے۔ کیوں جی؟ خاکسار بننے کیلئے تو خدا اور یوم آخرت کے عقیدہ کا اقرار دہی مجمع عام میں ضروری ہو سکتا
ہے کیلئے نہ عقیدہ کی ضرورت ہو نہ اقرار باللسان کی۔ اس پر جی بھی است؟ واضح ہے کہ مشرق نے خدا اور آخرت پر ایمان کے اقرار کی
کے لئے جو شرط رکھی ہے۔ تو اس کو منافقت اور کمال میں چھسائی کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں۔ ورنہ یہ شخص خدا اور آخرت کے عقیدہ ملک
کسی بھی عقیدہ کی ضرورت کا قائل نہیں ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ پڑھ کر ناظرین میری تائید فرمائیں گے (دقاسمی)

۱۔ اِنما کفر صرف عملی ہے۔ ۲۔ یعنی، کفر صرف اعمال میں ہے۔ ۳۔ روز آخرت پر یقین رکھنے کا عام
مجمع میں اقرار کرے۔ کیوں جی؟ خاکسار بننے کیلئے تو خدا اور یوم آخرت کے عقیدہ کا اقرار دہی مجمع عام میں ضروری ہو سکتا
ہے کیلئے نہ عقیدہ کی ضرورت ہو نہ اقرار باللسان کی۔ اس پر جی بھی است؟ واضح ہے کہ مشرق نے خدا اور آخرت پر ایمان کے اقرار کی
کے لئے جو شرط رکھی ہے۔ تو اس کو منافقت اور کمال میں چھسائی کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں۔ ورنہ یہ شخص خدا اور آخرت کے عقیدہ ملک
کسی بھی عقیدہ کی ضرورت کا قائل نہیں ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ پڑھ کر ناظرین میری تائید فرمائیں گے (دقاسمی)

۱۔ اِنما کفر صرف عملی ہے۔ ۲۔ یعنی، کفر صرف اعمال میں ہے۔ ۳۔ روز آخرت پر یقین رکھنے کا عام
مجمع میں اقرار کرے۔ کیوں جی؟ خاکسار بننے کیلئے تو خدا اور یوم آخرت کے عقیدہ کا اقرار دہی مجمع عام میں ضروری ہو سکتا
ہے کیلئے نہ عقیدہ کی ضرورت ہو نہ اقرار باللسان کی۔ اس پر جی بھی است؟ واضح ہے کہ مشرق نے خدا اور آخرت پر ایمان کے اقرار کی
کے لئے جو شرط رکھی ہے۔ تو اس کو منافقت اور کمال میں چھسائی کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں۔ ورنہ یہ شخص خدا اور آخرت کے عقیدہ ملک
کسی بھی عقیدہ کی ضرورت کا قائل نہیں ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ پڑھ کر ناظرین میری تائید فرمائیں گے (دقاسمی)

من دون الکلمات والا قوال (تذکرہ عربی) ۱۲۳
 ۲) وان حشرتم الفاظ القرآن استد حوثاً
 او فحصرتم عنہ شل فحماً ایھا المغنیون المعاصرین
 فلن نجد وافیہ کف علیہذا الکفر بالا قوال او
 انکار علیہذا الہ لکار بالاعمال ولن نجد وافیہ
 کفد بالا قوال (تذکرہ حصہ عربی ۱۲۴)

کلمات اور اقوال کفر نہیں ہیں۔
 (یعنی) اے ہم عصر مفتیان! اگر تم قرآنی الفاظ کی بوسے طور
 پر چھان بین اور پوری تلاش کرو گے۔ تو تم علی کفر کے
 بغیر کوئی کفر اور علی انکار کے بغیر کوئی انکار ہرگز نہ پاؤ گے
 اور قوی کفر قرآن میں ہرگز نہیں پاؤ گے۔
 (تذکرہ حصہ عربی ۱۲۵)

فقہ شریعت، پیری، مریدی سب کفر ہے۔

فقہ کی تفریق، شریعت کی تفریق، مسئلہ و مسائل کی تفریق، طریقت اور سلسلوں کی تفریق پیروں اور
 سجادہ نشینوں، اولیاءوں اور خانہ نشینوں کی تفریق، مزار پرستی اور اولیا پرستی کی تفریق سب کفر ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص خلا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معاذ اللہ گالیاں دے جب بھی
 وہ کافر نہیں کلمات اور الفاظ کے ساتھ کفر کے تحقق کو نہ بنانا قرآن مجید کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میسائیوں کے اقوال
 کو کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہیں کفر قرار دیا۔ ملاحظہ ہو لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم قول ثلثیت کی نسبت
 ارشاد ہوتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثة (مائدہ ۷۳) کلمات اور اقوال کے کفر ہونے پر یہ آیت زیادہ
 صراحت کے ساتھ ثبوتی واثبی ہے۔ یحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر (سورہ توبہ ۸) دینی وہ لوگ ہیں کھاتے ہیں کہ
 ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔ حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی) واقعہ یہ ہے کہ جنگ تبوک سے واپسی پر چند منافقین
 نے باہم ایک دوسرے سے کہا۔ اور مشورہ کیا کہ جب فلاں گھاٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذریں گے تو سب ملکر آپ کی
 قتل کر دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے اس قول و مشورہ پر اللہ تعالیٰ نے بدیہ وحی مطلع فرمایا۔ آپ نے ان کو ہار پوچھا تو وہ
 تمہیں کھا کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کہی نہ ایسا مشورہ ہوا۔ اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے کفر کا کلمہ یقیناً
 کہہ لیا۔ ادا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے باب میں گفتگو اور قول کو کفر فرمایا۔ لیکن
 مشرقی کہتا ہے۔ کہ کلمات و افعال کفر نہیں ہیں۔ (قاسمی عفا اللہ عنہ)

پیروں کی تفریق، اگر کفر ہے تو جو لوگ تم کو پیرو مرشد لکھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الاصلاح سورۃ
 ۵۱) ۱۹۳۵ء ص ۲۷ کا لم ۲۷) وہ کافر ہیں یا مسلمان؟ اور تم جو حال ہی میں جناب پیر سید
 جماعت علی ثلثہ صاحب علی پوری کو راولپنڈی میں منافقانہ طور پر "امیر ملت" تسلیم کر کے آئے
 ہو۔ حالانکہ وہ پیر اور سجادہ نشین ہیں۔ تو تم مسلمان ہے یا کافر ہو گئے (منہ)

بہ۔ سب انکار خدا ہے۔ سب عبادت طاغوت ہے۔ سب ادباً بائین دون اللہ کو پڑتا ہے۔ سب شرک جلی ہے
 شرک محض ہے شرک اکبر ہے۔ وہ ظہیم عظیم ہے جس کی بخشش کی جتا کوئی اس نہیں دے بدی ہے جس کی پاداش جہنم ہے۔ (تذکرہ اردو جلد ۱۲)

فرانز کی بدتوا سی

شیعوں کے کئی جبرائڈینیوں کے زخموں پر نمک پاشی کا مقدس مذہبی فریضہ انجام دے رہے ہیں لکھنؤ میں مدبر صحابہ پر قانونی بندشوں کے بعد ان کا رویہ بے حد دلازار ہو گیا ہے۔ ان کی تحریریں اشتعال انگیز فتنہ پرور اور گمراہ کن ہوتی ہیں حتیٰ و صداقت کی آواز کو دبانے کے لئے ان کے تمام افراد ہر جگہ مضر و مہل ہیں الختم کے بعد انہوں نے شمس الاسلام کو اپنے سب وقتم کا نشانہ بنانا چاہا ہے۔ لکھنؤ کے شبیہ اخبار شی فرانس نے حکومت پنجاب کو جدید شمس الاسلام اور اس کے مالک کے خلاف فوری کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا معلوم تھا ہے کہ مدیر سرفراز کے ذہن سے حکومت انگریزی کے وجود کا تصور بھی جاتا رہا ہے۔ بدھوی کے عالم میں وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہندوستان پر شیعوں کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ اور مدیر سرفراز اس کا مختار مطلق ہے جس کا حکم صادر ہوتا ہے ہی حکومت پنجاب مدیر و مالک شمس الاسلام کو قوت سے اڑا دیگی اور جبریدیہ کی تمام کامیابیوں کا کر بکرا حرم میں غرق کر دیگی۔ مدیر سرفراز کو پیش و خرد سے بیگانہ ہونا مناسب نہیں۔ شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگباری کرنے والے اپنی خیر نمائش بنی ادکھی کی دلازاری کریں یہ محال امر ہے۔ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک اور عترت کی غلامی کا دعویٰ کرنے والے ائمہ سادات کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکتے۔ ادارہ شمس الاسلام کے جملہ ارکان بفضلہ تعالیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کی محبت سے اپنے قلوب کو معموں پاتے ہیں۔ اگر شبیہ جبرائڈ ان کو ہی اپنا پیشوا سمجھتے ہیں تو ہمیں بھی ان کی اتباع و محبت کا دعویٰ ہے۔ لیکن ابولولو اور عبداللہ ابن سبا کے خلاف پہلے دلوں میں نصرت و حقارت کا دریا موجزن ہے۔ ذریت ابن سبا نے اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنے کیلئے جس قدر جل و تلبیس سے کام لیا ہے۔ اس کا آشکارا کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے۔ سبائی اُمت نے ائمہ سادات کو بھی بدنام کرنے سے گریز نہیں کیا۔ ہذا ائمہ سادات کو ان مکروہ الزامات کے بری الذمہ ثابت کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے۔ حکومت پنجاب کے دتمہ دار ارکان اور پریس برانچ کے مترجم ایسے بے سمجھ نہیں ہیں کہ بلا وجہ جدید شمس الاسلام کو گردن زدنی قرار دیں۔ اخبار شبیہ لاہور، دکنف سیکرٹریٹ کی تحریریں بھی ان کے سامنے ہو گئی۔ حکومت انگریزی میں مذہبی تبلیغ کا حق ہر فرقہ کو حاصل ہے۔ کیا وجہ ہے کہ غریب سنی اس حق سے محروم کر دیئے جائیں۔ ہم شیعوں کے دشمن نہیں۔ ہم انہیں عراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دیکر ان کی بھلائی و خیر خواہی کا مقدس

فریضہ انجام دے ہے میں شیعہ و سنی اختلافات کو ختم کرنے کے ہم دل سے متمنی ہیں۔ مگر شیعہ اخبارات و رسائل اور شیعوں کے صد ہا مبلغین خصوصاً ملنگ و بھنگ نوش فقر احشرات الارض کی طرح پنجاب کے دیہات میں سنیوں کی دلآزاری اور ابن سبأ کے لگائے ہوئے شجرہ خبیثہ کی بہ بیماری میں مصروف ہیں یہیں مجبوراً مدافعت میں قلم اٹھانا پڑتا ہے۔ سنی و شیعہ اتحاد اور سیاسی امور میں باہمی اشتراک عمل کو ہم وقت کا ایک اہم مسئلہ سمجھتے ہیں کیونکہ شریف النفس و بیک طینت شیعوں کے ساتھ ہمارے ذاتی تعلقات قائم ہیں ہماری تمام مساعی ان شیعوں کے خلاف ہیں جو شب و روز سبائی فتنہ کو فروغ دیتے رہتے ہیں۔ اور اکابر صحابہ و بزرگان اسلام پر سب و شتم کو اپنا قومی شعار قرار دیتے ہیں چنانچہ شیعوں کے مدرسہ الاولیائین کے آرگن الاولیاء نے فخر کے ساتھ مسئلہ ۱۹۷۱ میں اعلان کیا تھا۔ کہ تمام دنیا میں کوئی فرقہ اور مذہب ایسا نہیں جس میں اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے لعنت کرنا عبادت قرار دیا گیا ہو۔ یہ مخصوص فخر صرف شیعہ مذہب کے ہی حاکم ہے۔ مدیر سرفراز کو چاہیے کہ پنجاب کو شیعوں کے فتنہ پروری سے منع کرے۔ ملتان کے چند ذاکر پنجابی میں مثنویوں کی کتابیں تالیف کر چکے ہیں۔ جن میں اکابر اسلام پر دریدہ دہنی۔ بے حیائی اور نہایت ہی اشتعال انگیز سیرا یہ ہیں سب و شتم کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ اب وہ مرنے والے شیعوں کی مجالس میں ٹپچے جاتے ہیں۔ جم ان مثنویوں کو صرف اس خیال سے نقل نہیں کرتے۔ کہ شاید ہمارے سنی بھائی اشتعال میں آکر کوئی خلاف قانون مجنونا نہ حرکت نہ کر لیں شیعوں کے ذاکروں اور ان کے جسر اید کا موجودہ رویہ مسلمانوں کی اجتماعی حیات کے لئے تباہ کن ہے۔ آخر میں ہم منصف مزاج شیعوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اسلامیان ہند کی سیاسی سطوت و شوکت کے بقا کے لئے اپنی مجالس کو ایسے یادہ گو ذاکروں سے پاک کریں۔ اور دلچسپ جیسے شیعہ جسر اید کی اعانت سے دست کش ہو کر اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

(ادارہ)

وصا علینا الاکابر لاسلام

بقیہ مضامین ۴۳ :- اب حکیم صاحب حیران ہیں کہ اس کا کیا جواب دیں حکیم صاحب آج تک میزائیں کی کسی لپس کو بھی معقول تسلیم نہیں کیا۔ اور قادیان کے اس خط نے ان کے دل میں مزید نفرت پیدا کر دی ہے۔ پرائیویٹ کیریئر؟ صاحب کو واضح ہو کہ ان کے خلیفہ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اور حکیم صاحب پہلے کا طرح کا نام۔ پشیمانیت قدم ہیں۔ اور مبتلوں کی ہدایت کا باعث بنیں گے بد میزائوں کے خاتمہ اور اس کے پیچیدوں کو چاہئے کہ ایسے سانحہ عقیدہ مسلمان کو بدنام کرنے سے باز رہیں۔ ورنہ حکیم صاحب عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا وعدہ دیا کرتے ہیں۔ گے۔ اور خلیفہ جی کو اپنی دعاؤں اور پُر از مگر چال بازیوں کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا :

لوگوں کو قادیانی کیسے بنایا جاتا ہے

الفضل میں آئندہ قادیانی جال میں نوگزداروں کے اسماء و شایع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اسماء ایسے ہوتے ہیں جن کے معنی کاکھڑی پنڈہ نہیں چلتا۔ مذہب مرزائیوں کی دجہبی اور اپنے خواہ دار ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی کے لئے جعلی فہرستیں شایع ہوتی رہتی ہیں۔ مرزائیوں کی پُر فریب حکمت عملیوں کا راز و مشکرا کرنے کے لئے ہم ذیل میں دو خطوط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو قادیان کی مرزائی حکومت کی طرف سے دو رائج الحقیقہ مسلمانوں کو موصول ہوئے جن کی بنا پر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ان خطوط سے مرزائی ایجنٹوں کی جعلی رپورٹوں اور تبدیل مذہب کے لئے ناطوں اور رشتوں کے لالچ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

(۱) خط بنام مولوی عبدالرزاق صاحب گوٹے صوبہ برہما۔

مولوی صاحب بوصف رائج الحقیقہ مسلمان ہیں۔ میرزائیوں سے منتظر ہیں۔ میرزائیوں نے آپہنیں طرح طرح کے لالچ سے متذکرنا چاہا۔ رشتے اور ناطے پیش کئے۔ مگر میرزائیوں کو اس میں ناکامی ہوئی۔ قادیانی گورنمنٹ کے ناظر اور خاربھنٹی محمد صادق نے انہیں متحدہ خطوط لکھے ان میں سے آخری خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قادیان، ۲۰ اکتوبر ۱۳۳۵ء برادر محترم بابو عبدالرزاق صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اپریل گذشتہ میں میں نے آپ کی خدمت میں ایک مفصل خط لکھا تھا۔ تیرہ محمد شام اللہ اور مطلوبہ ناطوں کے متعلق اگر آپ یا اور کوئی صاحب کچھ مدد یا مشورہ دیکیں تو بڑی مہربانی ہوگی کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ یہ خط پہلے خطوں کا طرح بے جواب نہ رہیگا۔

آپ کا خادم منتظر جواب با صواب مفتی محمد صادق قادیان

۲، خط بنام حکیم فضل الہی صاحب شناسی ملکوال ضلع گجرات۔

آزاد قادیان نمبر ۸۶ ۸۵ کوئی حکیم فضل الہی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت بیت مورخہ ۱۳۳۵ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی جنسوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی انتقامات مطلقہ۔ اور یہی کی ہر ایک کا بہت شکر ہے۔

ملاکر دستخط پر پورے پورے خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام

(خبر مضمون مطلقہ)

سفر جہاز میں حملہ کی تکالیف

جج کمیٹی کے ارکان و مسلم ممبران مجالس آئین ساز کی نوجہ کیلئے حجاج کی تکالیف درج کی جاتی ہیں خاکسار کو ان تکالیف کا ذاتی تجربہ گذشتہ سال سفر حجاز کے دوران میں ہوا۔ اکثر حجاج کے ساتھ مشورہ کے بعد ان شکایات کی کاپیاں جج کمیٹی کے ارکان کے پاس بھی ارسال کی گئی تھیں۔

۱، جہازوں میں جگہ کی تنگی :- سنا گیا ہے کہ اٹھارہ مربع فٹ جگہ ہر حاجی کے لئے مختص کی جاتی ہے۔ مگر میرے اندازہ کے مطابق اتنی جگہ ہر حاجی کے حصہ میں نہیں آ سکتی۔ اندازہ سے زیادہ حجاج کو مویشی کے ریوڑ کی طرح بھر دیا جاتا ہے۔ چاک کے ساتھ بعض جگہ جو خط کھینچے جاتے ہیں۔ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بعض اشخاص ملازمان جہاز یا قلیوں سے ملکر بذریعہ رشوت جگہ زیادہ حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض حجاج ایسے قس لقلب واقع ہوتے ہیں کہ زور و جبر سے اپنے لئے جگہ حاصل کر لیتے ہیں۔ کمزور و کمزور اشخاص نیز مستورات کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ اکثر حجاج کو ٹکڑے پرٹٹی کے اوپر مٹھیوں کے پاس یا کمریوں کے ریوڑ کے پاس غرض ادھر ادھر پڑے دھوپ ہوا۔ سردی، شبنم کے مصائب برداشت کرتے رہتے ہیں۔ جن میں سے اکثر راستے ہی میں بیمار ہو جاتے ہیں۔ بعض بیکوں کی حالت دیکھ کر دل لرز جاتا ہے۔

۲، تازہ ہوا کی کمی و گرمی :- سوائے اسلامی جہاز کے اور کسی جہاز میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کا کوئی ذریعہ موجود نہیں۔ نیچے کے درجے والے حاجی جس اور گرمی کی وجہ سے نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑے رہتے ہیں۔ متعین ہوا کو خارج کرنے والے ٹیکے بھی اکثر چلے نہیں جاتے۔ بحرا حمر کی گرمی سے اکثر مسافر بیمار ہو جاتے ہیں۔

۳، پانی کی کمی یا غسلاؤں کا فقدان :- سوائے اسلامی جہاز کے کسی اور جہاز میں غسلخانوں کی حالت اچھی نہیں۔ گیارہ سو حاجیوں کے لئے علوی میں صرف چار غسل خانے ہیں جو قطعاً ناکافی ہیں۔ ٹیٹھا پانی دن کے بار بجے سے بجے تک ملتا ہے۔ حالانکہ کھانا گیارہ بجے تقسیم ہو جاتا ہے۔ کھانا کھاتے وقت ٹیٹھا پانی کا نہ ملنا باعث پریشانی ہوتا ہے۔ علوی جہاز میں کھانے پانی کے تقسیم اکثر بند رہتے تھے۔

۴، پاخانے :- اسلامی جہاز میں جس قدر پاخانے بنے ہوتے ہیں۔ وہ قابل تفریق ہیں۔

گرد و گہرازوں میں بیت الخلاء کی حالت محتاج توجہ ہے۔ جبکہ اس قدر تنگ ہے کہ جسم آدمی کسی طرح بھی اُن میں بیٹھ نہیں سکتا۔ کھڑا ہونا ناممکن بیٹھنا دشوار کیڑوں کو ناپاک ہو جانا یقینی اندازہ ہوا گذر حال نیچے پانی بھرے ہوئی نالی جس میں براز وغیرہ تیرا نام نہا ہے جہاں سے چھینٹیں اڑ کر کیڑوں کو ناپاک کر رہی ہوں۔ خدا را غریب حجاج کی مصیبت کا تصور فرمائیں۔ اور اس بیکس مخلوق کی سہمدی فرما کر اپنا انسانی فرض انجام دیں۔

(۵) رفتار :- جہازوں کی رفتار غالباً دنیا بھر کے مسافروں کے جہانوں میں سب سے زیادہ سست ہے۔ سنا گیا ہے کہ بموجب قوانین حج ہر جہاز کا جدہ سے کراچی میں گیارہویں دن پہنچنا ضروری ہے۔ مگر علوی جدہ سے روانگی کے بعد تیرہویں دن کراچی پہنچا

(۶) ہوٹل کے متعلق شکایات :- ڈبک کے مسافروں کو کھانے کے متعلق مستحضر شکایات ہیں (۱) اسلامی جہاز پیرسینے سے ہمارے ذبح کر کے گوشت ہمراہ لیکھا۔ کارن نیچے سے پہلے اس یقین پیدا ہو گیا کہ وہی متفن گوشت حجاج کو کھانا پڑا۔

(۲) شام کو سبزی بکائی جاتی تھی۔ اس میں سبزی کا شوربہ لکھی پانی کثیر تعاد میں ہوتا تھا۔ اسلامی جہازیں روٹیاں اکثر کچی ہوتی تھیں۔ کھانے کی خرابی کی وجہ سے حجاجی خوراک کے سمندر کی نذر کرتے تھے (۳) علوی جہاز میں اگرچہ کبر و اسلامی جہازوں کے مقابلہ میں نسبتاً کھانے کا انتظام بہتر ہے تاہم حج توجہ طلب رہا (۴) دبیحہ کا حلال ہونا مشکوک ہے۔ علوی جہاز میں پہلے دو دنوں میں اکثر ذبیحہ خون اسفندہ دکھایا گیا ہے۔

جو عندا لاحاف حرام ہے۔ لہذا ذابح کا ماسر ہونا ضروری ہے۔

(۷) ہوٹل والے اپنے ہوٹل کی کامیابی اس میں سمجھتے ہیں کہ ڈبک کے مسافروں کو اچھا کھانا ملے لہذا ان کی چال کامیاب تھی ہے۔ اور اکثر مسافر مجبوراً ہوٹل سے کھانا خرید لیتے ہیں چائے جو عام مسافروں کو دی جاتی ہے اس سے ایک آنہ فی پیالی والی ہوٹل کی چائے بدرجہا بہتر و عمدہ ہوتی ہے۔

(۸) علوی جہاز کے ہوٹل والوں کا رویہ مسافروں کے ساتھ ہمدردانہ نہ تھا۔ بیماروں کے لئے پرہیزی غذا حاصل کرنے میں سخت دقت کا سامنا ہوتا رہا۔

(۹) جن اشیا کی فہرست رہبر حجاج میں دی ہوئی ہے۔ ان میں سے اکثر عند الطلب ہوٹل سے قیمتاً دستیاب نہیں ہوتیں مثلاً علوی میں شامی کباب صرف ایک یا دو دن تیار کیا گیا۔ اسی طرح طین طلب کرنے پر آرخ اور قورمہ طلب کرنے پر چپا پ مہیا کیا جاتا ہے (۱۰) اسلامی جہاز پر عموماً گوشت نہایت خراب استعمال کیا جاتا ہے علوی میں بھی اگرچہ جائز اچھے ہیں مگر گوشت کاٹے گوشت کھاس دانوں کے لئے علیحدہ کر دیا جاتا ہے گھی بالکل انصاف اور ضرورت ہے۔ اکبر و اسلامی میں ناریل کا تیل استعمال کیا جاتا رہا۔

۱۱، طہارت و صفائی کا چند خیال نہیں رکھا جاتا۔ علوی جہاز میں ہوٹل والوں اور کھانا پکانے والوں کیسے جگہ کافی نہیں ہے۔ اکثر قیمہ دار کو وغیرہ ٹیبلوں کے پاس تیار کئے جاتے تھے جن میں چھتیس یا پانچ پانی کی پڑتی رہتی تھیں۔ علاوہ ازیں کھانا تقسیم کرنے والوں اور پکانے والوں کے لئے صاف دیا کیزہ رہنے کی کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ تقسیم کرتے وقت ان کا پسینہ بھی کھانے پر گرتا رہتا ہے اور انکی ظاہری جمالی حالت بھی نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۱۲، **حجاج کا سامان** :- جدہ میں حجاج کا سامان کرین کے ذریعہ اتارا جاتا ہے جس میں سجد پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صندوق لوٹ جاتے ہیں سامان چکنا چور ہو جاتا ہے۔ کسی حاجی کا گھی بہ رہا ہے کسی کے چاول سندیں گر رہے ہیں۔ غرض مسافروں کے سامان کا اکثر حصہ تلف ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ حید قابل اعتراض ہے۔ نیز جہاز کے مخزن میں زائد سامان لکھوٹے کی بجائی حجاج کو جڑت نہیں ہوتی۔ کرین کے خوف سے سامان اپنے بستروں کے پاس رکھ لیتے ہیں اسی طرح مسافروں کیسے جو جگہ مخصوص کی گئی ہے۔ اُس کا اکثر حصہ سامان سے ٹک جاتا ہے۔

حجاج کے مصائب کا یہ مختصر حال عرض کرنے کے بعد ارکان حج کمیٹی کے سامنے گزارش ہے کہ ان مصائب کے دور کرنے کے لئے جلد اچھا اقدام فرمائیں۔ میری ناقص رائے میں مصائب کا واحد حل سندھ ذیل ذرائع سے ہو سکتا ہے۔

۱، حجاج کو لے جانے کے لئے جہاز ران کمپنیوں سے ٹنڈر طلب کئے جایا کریں۔ صرف منسل لائن کو واحد اجارہ دار قرار دینا ان تمام مصائب کا سبب قرار دیا جا سکتا ہے۔
۲، منسل لائن کو مجبور کیا جائے کہ وہ جہاز اسلامی کی طرز پر جدید جہاز تعمیر کرائیں یا کم از کم موجودہ جہازوں کے غنائے اور بہت اخلا توڑ دیئے جائیں۔ ہوٹل والوں کے لئے عمدہ اور صحیح جگہ مخصوص کی جائے۔
۳، تانہ ہوا جہاز کے ہر حصہ میں پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔

۴، علوی و جہازئیں ملکنے والے تختے یا پتھر دیہہ زائد ادا کرنے پر مل گئے ہیں اس قسم کے تختے ہر جہاز میں ہر حاجی کے لئے مہیا کئے جائیں اور کوئی زائد رقم وصول نہ کی جائے۔ ہر حاجی کے لئے ایک تختہ کافی سمجھا جائے۔ تختوں پر نمبر لگا دیئے جائیں۔ ٹکٹوں کے نمبر کے مطابق ہر حاجی کو جگہ دی جائے۔ بعد ازاں باہمی رضامندی سے اگر حاجی جگہ تبدیل کرنا چاہیں تو ان کو اجازت دی جائے۔ اس طریقہ کے بترجہ کی تسکین کا سوال حل نہیں ہو سکتا۔ (۴) میٹھے پانی کے لینے کا وقت بہت کم رکھا گیا ہے۔ اس لئے نل زیادہ لگائے جائیں۔ یا وقت بڑھا دیا جائے۔ کڑے پانی کے نموں سے ہمیشہ پانی جاری رہا کرے۔ (باقی آئندہ)

ضروری گذارش

جن اصحاب کے خریداری نمبرز ذیل میں درج ہیں - ان کی مدت خریداری اس پہنچے بچتم ہو گئی ہے ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کے لئے اپنا چندہ بذریعہ نئی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر خدا خواستہ کسی سبجوری کا وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ دفتر تھس الاسلام کو مطلع فرمائیں۔ خاموشی کی صورت میں ماہ جاری کا پرچہ بذریعہ دی جاتی ہے۔ ان کی خدمت میں ارسال ہو گا۔ جریدہ کی موجودہ ناک مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجملہ احباب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ جریدہ کی سرستی سے دلکش نہ ہوں۔

۵۱۱	مولوی خلیل الرحمن صاحب	۵۵۱	ڈاکٹر محمد ارمین صاحب	۵۸	جناب مولیٰ فضل الہی صاحب
۵۴۸	منشی عبدالحق صاحب	۱۲۰	ڈاکٹر میر عالم صاحب	۳	حضرت خواجہ محمد حسن صاحب
۹۶۶	حاجی محمد اطہار صاحب	۵۰۹	ایم فتح الدین صاحب	۹۶۵	عالم حکیم شیخ نور الدین صاحب
۷۲۱	مولوی فتح دین صاحب	۷۷۳	ایم محمد عبداللہ صاحب	۵۵۷	غلام محمد صاحب
۳۸	محمد شریف صاحب	۹۶۷	منشی عبدالرحیم صاحب	۵۱۰	مولوی محمد بخش صاحب حکیم
۹۷۶	ایم حبیب غفار صاحب	۹۷۱	غضن علی خان صاحب	۹۷۰	حافظ عطایا اللہ صاحب
۹۸۰	مولوی محمد اسحاق صاحب	۹۷۳	عبدالحی عبدالجبار صاحب	۹۷۲	ایم حبیب اللہ صاحب
۹۸۴	حکیم عبدالقادر صاحب	۹۷۵	حکیم مولیٰ محمد رمضان صاحب	۹۷۴	حافظ غلام حسین صاحب
۵۰۸	قاضی عبدالحکیم صاحب	۹۷۹	ایم محمد یوسف کریم صاحب	۹۷۸	ایم ملا محمد فضل کریم صاحب
۹۸۹	ایم طلا محمد خان صاحب	۹۸۳	محمد اسماعیل صاحب	۹۸۲	منشی امام الدین صاحب
۹۹۳	ایم سلیم خان صاحب	۳۴۴	مہر شاہ صاحب قریشی	۹۸۶	ایم فقیر محمد صاحب
۷۶۶	مولوی سید سوسو صاحب	۶۴۸	محمد صادق صاحب	۵۷۲	مولوی احمد الدین صاحب
۹۹۶	منشی راجہ صاحب	۹۹۲	ایم محمد حقیق صاحب	۹۹۱	حافظ عبدالغفور صاحب
۱۰۰۲	بابو محمد ولایت صاحب	۸۶۱	مولوی فیض صاحب	۸۱۲	چوہدری عبدالغنی صاحب
۳۳	ڈاکٹر فیضان صاحب	۹۹۴	مولوی فیض صاحب	۲۰۰	خادم حسین صاحب حکیم
۲۱	غلام محمد خان صاحب	۱۰۱	حاجی فیض صاحب	۷۶۶	قاضی سید اسلم صاحب
۶۵۲	راجہ خداداد عثمان صاحب	۸۹۳	ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب	۱۰۰۴	مولوی سید سید محمد حسین صاحب
۱۴۳	غلام الدین صاحب	۹۶۴	ایم محمد رفیق صاحب	۱۰۰۵	ایم محمد حقیق صاحب

۹۹۰ حاجی غلام حسین صاحب
۹۸۱ حاجی محمد سلیم صاحب
۹۸۵ حاجی محمد صاحب
۹۷۷ حاجی محمد صاحب
۹۷۸ حاجی محمد صاحب
۹۷۹ حاجی محمد صاحب
۹۸۰ حاجی محمد صاحب
۹۸۱ حاجی محمد صاحب
۹۸۲ حاجی محمد صاحب
۹۸۳ حاجی محمد صاحب
۹۸۴ حاجی محمد صاحب
۹۸۵ حاجی محمد صاحب
۹۸۶ حاجی محمد صاحب
۹۸۷ حاجی محمد صاحب
۹۸۸ حاجی محمد صاحب
۹۸۹ حاجی محمد صاحب
۹۹۰ حاجی محمد صاحب
۹۹۱ حاجی محمد صاحب
۹۹۲ حاجی محمد صاحب
۹۹۳ حاجی محمد صاحب
۹۹۴ حاجی محمد صاحب
۹۹۵ حاجی محمد صاحب
۹۹۶ حاجی محمد صاحب
۹۹۷ حاجی محمد صاحب
۹۹۸ حاجی محمد صاحب
۹۹۹ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۰ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۱ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۲ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۳ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۴ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۵ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۶ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۷ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۸ حاجی محمد صاحب
۱۰۰۹ حاجی محمد صاحب
۱۰۱۰ حاجی محمد صاحب

۷۶۷	حکیم مولوی محمد امین صاحب	۲۴۹	سید حاجی عبدالغفر محمد سعید	۸۶۸	تاجدین صاحب
۶۱۲	مولوی محمد بخش صاحب		محمد شریف صاحبان	۷۹۵	مستوصم گل صاحب
۱۰۶۲	مستری محمد حیات صاحب	۱۸۶	میان محمد شریف صاحب	۱۰۰۰	حافظ محمد داؤد صاحب
۶۷۳	قاضی محمد صدیق صاحب	۲۰	علی بخش صاحب	۱۰۰۳	حاجی عثمان سنی خان صاحب
۸۳۸	سید امجد علی محمد فضل سیف الاسلام	۵۶۱	ایم یعقوب راز صاحب	۸۷۷	مرزا ملک محمد بیگ صاحب
۸۸۰	محمد نواز صاحب	۷۷۰	مولوی فخر محمد حسن صاحب	۸۶۳	میان غلام قادر خان صاحب
۱۰۱۰	مولوی محمد عبدالرؤف صاحب	۵۲۳	حافظ احمد دین صاحب	۸۲۱	رسالہ العاصیہ خان صاحب
۵۳	مولوی محمد فاضل صاحب	۷۹۸	غلام عباس صاحب صوفی	۸۱۶	راؤ خورشید علی خان صاحب
۷۶۷	سید محمد شفیع محمد رفیع صاحب	۶۶۸	شیخ محمد عبداللہ صاحب	۷۸۷	حضرت صاحبزادہ صاحب
۷۷۵	راجہ عباس خان صاحب	۷۷۷	بابو محمد شمس خان صاحب	۵۵۸	صوفی نوزدین صاحب
۵۵۵	حکیم سلطان صاحب	۱	چوہدری فضل الہی صاحب	۶۷۰	محمد حین صاحب
۷۵۲	چوہدری بخش محمد صاحب	۳۵	مستری خان صاحب	۲۶۵	چوہدری خد بخش صاحب
۹۲۵	نشی قاسم علی بیگ صاحب	۶۶۰	عبدالرحمن خان صاحب	۷۳۶	میان غلام منی حاجی بخش دین صاحب
۷۳۹	نشی محمد شریف صاحب	۸۷۷	محمد اسماعیل خان صاحب	۶۵	بابو حسن بیگ صاحب
۹۳۶	حکیم رحمت علی صاحب	۸۷۹	شیخ رمضان علی صاحب	۷۴۲	مولانا محمد عبدالکیم صاحب
۸۷	مولوی محمد سعید صاحب	۶۴۹	ماسٹر محمد مقبول صاحب	۶۹۲	نشی محمد سراج دین صاحب
۶۵۹	سردار محمد کو خان صاحب	۲۷۵	خانصا بیلا سراج دین صاحب	۱۰۱۷	مولوی شفیق الرحمن صاحب
۱۰۷۶	نشی محمد قبال صاحب	۶۶۵	راجہ فیروز الدین صاحب	۲۷۱	حضرت مولانا سید نعیم حسین صاحب
۵۵۹	حافظ محمد یوسف صاحب	۸۰۱	ایم عبدالحی محمد حنی صاحب	۷۸۰	بابو بشیر حسین شاہ صاحب
۸۲۰	محمد اسماعیل خان صاحب	۹	مولانا قاضی محمد سعید دین صاحب	۵۵۶	فتح محمد صاحب
۸۴۷	ایم کے حسین صاحب	۵۶۶	مولوی غلام سرور صاحب	۸۸۳	حافظ امام محمد صاحب
۳۰	غلام حسین صاحب	۷۰۱	چند شہاب الدین صاحب	۸۱۷	ڈاکٹر اعلیٰ محمد خان صاحب
۶۴۶	حاجی انور علی شاہ صاحب	۶۹۹	نشی حشمت علی صاحب	۶۸۹	سید حمید عیشیہ صاحب
۲۵۶	حکیم مولوی محمد صالح صاحب	۷۶۶	حضرت سید عالم صاحب	۸۸۱	رائے ایم اے رحیم صاحب
۸۲۹	چوہدری یار محمد خان صاحب	۳۱۰	مولوی محمد علی صاحب	۷۹۳	ملک احمد خان صاحب

تیلیغی کتابیں

اس کتاب میں مولانا ابوالفضل
سیف المسلول دیرینہ مسئلہ خلافت کے
 محرکۃ الاراجت کر کے خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
 کی خلافت حقہ قرآن مجید کی آیات ثابت کی ہے۔ اس کتاب
 میں فیض باری اور خیر یاری اور کئی نہایت کے رسائل بھی
 شائع کئے گئے ہیں۔ علامہ صفحہ ہانی مجتہد نہایت جہ کافتوی
 دربارہ عدم جواز بدعات محرم شیعہ لکھا گیا ہے قیمت ۸
تحفہ مہر ائمہ یعنی جریدہ شمس الاسلام کے سب سے
 کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس
 میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج
 ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنہ۔

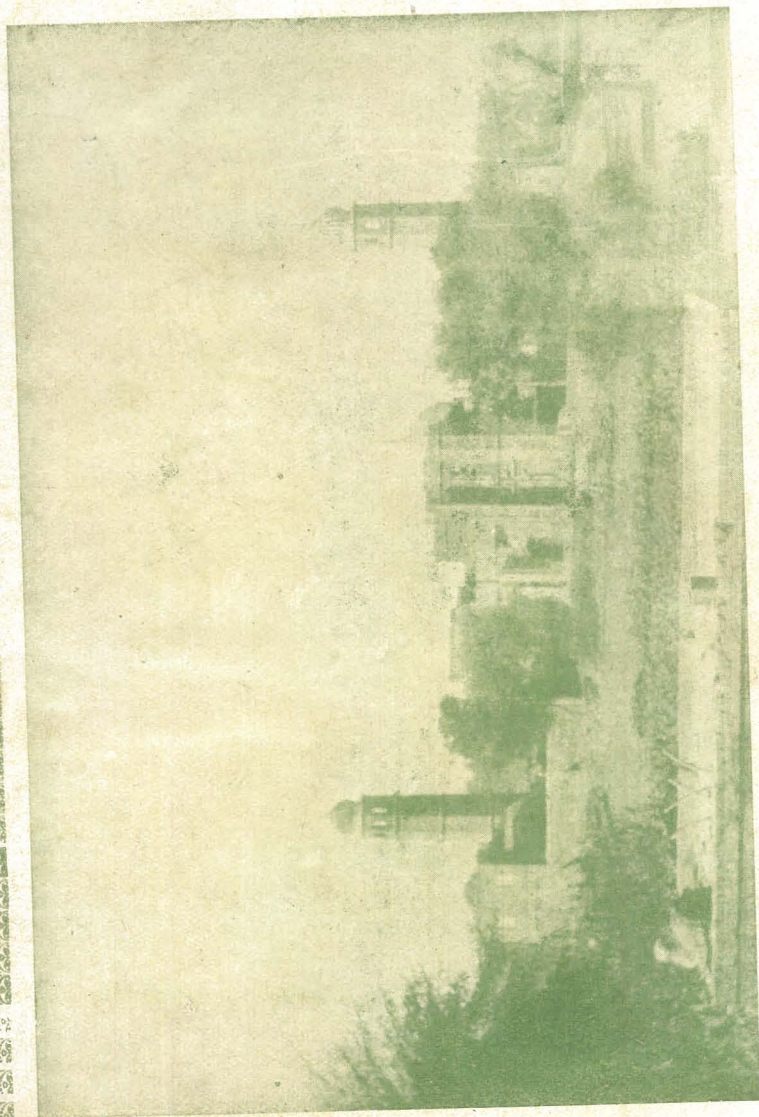
تحریک قادیان۔ توفیق جناب سید حبیب
 صاحب نائک اخبار سیاست لاہور۔ قادیان کے
 عقائد پر مکمل تبصرو اور رد۔ قیمت ایک روپیہ
حلی جواہر گزشتہ چار پانچ سال کے رسائل
 شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ یہ رسائل بہت جلد
 نایاب ہو جائیں گے۔ اور پھر کی قیمت پر نہ لے سکیں گے
 نہ نقین رعایتی قیمت پر۔ وہ آنہ فی چرچہ کے حساب سے
 ہیں۔

بیس رکت تراویح کا قرآن
رکعات تراویح حدیث، آثار اجماع سے
 ہے۔ قیمت فی سینکڑہ ایک روپیہ و نصف
القیات بیسیوں کے مشہور
ہدایات رسالہ حقائق قرآن
 کا بلیغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ میرزا انیسویں کے
 منہاطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ بیسیوں لاکھوں کی
 تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے
 ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت
 ضروری ہے۔ قیمت فی سینکڑہ سات روپے
 فی نسخہ تین آنہ۔

سودائے مہرزا۔ بیوقوف حاجی
 حکیم ڈاکٹر محمد علی صاحب۔ اس رسالہ میں طبی
 دلائل اور مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت
 کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی تھے نہ مسیح
 نہ مجدد تھے اور نہ ہی ولی۔ بلکہ مرض بالجو لیا کے
 مریض تھے ان کے کل الہامات اور دعاوی محض بالجو لیا کے ہوش
 تھے یہ رسالہ اب بارہ بار اضافہ کے طبع ہو چکا ہے جس میں غرض
 میرانیوں کی بعض تحریروں کا ذکر بیان جواب دیا ہے قیمت ۵

لے کا تہہ :-

فیجر رسالہ شمس الاسلام بھیر پنجاب



جائے مسجد کعبہ کا صفحہ دروازہ جہاں تعمیراتی کام کر رہے ہیں جس مرکز پر
ترجمہ لکھا ہے جس پر شمس الملک، دارالافتاء و دارالعلوم کے دفاتر واقع ہیں